١٩٢٧

الہلال

جلد ١

نمبر ۲۳

البلاغ پریس کلکتہ

قیمت ٥ - آنہ

الہلال

ہر جمعہ کو نمبر ۱۱ - بالی گنج سرکلر روڈ - کلکتہ سے شایع ہوتا ہے

قیمت سالانہ مع محصول	بارہ روپیہ
ہندوستان سے باہر کیلیے	سولہ روپیہ
قیمت شش ماہی	سات روپیہ
قیمت فی پرچہ	پانچ آنہ

(۱) تمام خط و کتابت اور ارسال زر " منیجر الہلال " کے نام سے کی جاے لیکن جو خطوط مضامین سے تعلق رکھتے ہوں انکے لفافہ پر " ایڈیٹر " کا نام ہونا چاہیے ·

(۲) نمونہ مفت ارسال نہ ہوگا -

(۳) براہ عنایت خط و کتابت میں اپنا نام اور پتہ صاف اور خوش خط لکھیے

(۴) خط و کتابت میں نمبر خریداری لکھیے جسکی اطلاع آپکو وصول قیمت کی رسید میں دیدی گئی ہے ·

(۵) اگر کسی صاحب کے پاس کوئی پرچہ نہ پہنچے تو تاریخ اشاعت سے ایک ہفتہ کے اندر اطلاع دیں - ورنہ بصورت تاخیر بغیر قیمت کے روانہ نہیں کیا جائیگا -

(۶) اگر آپ دو تین ماہ کیلئے ایک جگہ سے دوسری جگہ جا رہے ہیں تو اپنا پتہ تبدیل نہ کرایے · مقامی ڈاکخانہ کو اطلاع دیکر انتظام کر لیجیے - اگر اس سے زیادہ عرصہ تک کے لیے تبدیل مقام پیش آجاے تو ایک ہفتہ پیشتر اطلاع دیکر پتہ تبدیل کرالیں -

(۷) منی آرڈر روانہ کرتے وقت فارم کے کوپن پر اپنا نام و پتہ ضرور لکھدیں :

(۸) ایسے جواب طلب امور کے لیے جنکا تعلق دفتر کے دفتری فرائض (مثلاً رسید زر و اطلاع اجراء اخبار وغیرہ) سے نہیں ہے ٹکٹ ضرور بھیجیے ورنہ دفتر پر غیر معمولی خط و کتابت کے مصارف کا بار پڑیگا -

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين
القرآن الكريم

الهلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

نمبر ٢٣ — کلکته : جمعه ٢٩ جمادی الاولی ١٣٤٦ هجری — جلد ١

Calcutta : Friday, 25, November 1927.

کیا حروف کی طباعت اردو طباعت کیلیی موزون نهین ؟

آج کوئی زبان ترقی نهین کر سکتی اگر وه اپنا ترقی یافته طریق طباعة نهین رکهتی . طباعة کی ترقی اور تکمیل بغیر اسکی ممکن نهین که حروف کی چهپائی اختیار کی جای . پتهر کی چهپائی مین محدود رهکر اردو کی طباعة کبهی ترقی نهین کر سکتی .

اردو کی سب سی بهتر حروف جو اس وقت تك بن سکی هین ، وه هین جن مین الهلال چهپتا هی . اور عربی کا بهترین خط نسخ وه هی جس مین یه سطرین کمپوز کی گی هین . آپ ان دونون مین سی جسی چاهین پسند کرلین . لیکن پتهر کی چهپائی سی اپنی زبان کو نجات دلائین .

براه عنایت اپنی اور اپنی دوستون کی رای سی همین اطلاع دیجیی . یاد رکهیی . طباعة کا مسئله آج زبان و قوم کیلیی سب سی زیاده اهم مسئله هی . ضروری هی که اسکی تمام نقایص ایك بار دور کر دی جائین . الهلال

قارئین الهلال کی آراء

اس باری مین اس وقت تك ١٧٤٢ مراسلات وصول هوی هین . تقسیم آراء حسب ذیل هی :

عربی حروف کی حق مین	٢٥٠	اردو حروف کی حق مین	٤٥٢
موجوده مشترك طباعة کی حق مین	٦٨٠	حروف کی حق مین بشرطیکه نستعلیق هون	١٦٠
پتهر کی چهپائی کی حق مین	٢٩٠		

ان مین سی اکثر حضرات نی اپنی رائی سی اپنی احباب کو بهی متفق ظاهر کیا هی .

آراء کی دیکهنی سی معلوم هوا که اس باری مین بعض اهم تفصیلات پر لوگون کی نظر نهین هی . اور اسلیی شرح وبیان کی ضرورت هی . آینده اس باری مین مولانا به تفصیل اپنی خیالات ظاهر کرینگی مگر ضرورت هی که بقیه حضرات بهی اپنی اور اپنی احباب کی رائین بهیج دین . الهلال

مطبوعات جدیدہ

رستم بن رضا

(نپولین کا چرکسي غلام اور معتمد)

الهلال کے گذشتہ نمبر میں هم نے ایک جرمن اهل قلم کي جدید کتاب کا ذکر کیا تھا جس میں اُس نے نپولین کے بعض غیر مشہور گوشہ هاے حیات پر روشني ڈالنے کي کوشش کي ہے - ابھي اس کتاب کي بہت سي دلچسپ اور عبرت انگیز داستانیں باقي هیں ' لیکن هم چاهتے هیں ' مجلس کے تبدیل ذائقہ کیلیے اُسکے ایک دوسرے حصہ پر قارئین الهلال کو توجہ دلائیں - یہ حصہ بھي تاریخي دلچسپي کے لحاظ سے پچھلي داستانوں سے کمتر نہیں ہے - اِس میں نپولین کي درباري زندگي کي ایک عجیب و غریب تاریخي شخصیت سے اُنکي تقریب هوگي - یہ شخصیت دس برس تک نپولین کے تمام عجائبات زندگي کي طرح یورپ کي ایک عجیب و غریب هستي کا درجہ رکھني تھي - حالانکہ اُسکي ابتدائي زندگي اس طرح شروع هوي تھي کہ وہ مصر کا ایک چرکسي غلام تھا !

رستم بن رضا

یورپ کے تمام مورخین نے اس کا نام رستم بن رضا لکھا ہے - فرانس کے قیام کے بعد اُس نے فرانسیسي زبان میں اسقدر قابلیت حاصل کرلي تھي کہ آخري عمر میں اپني یاد داشت حیات قلمبند کي - اس یاد داشت میں اُس نے خود اپنے قلم سے اپنے ابتدائي حالات لکھے هیں - جرمن مصنف همیں بتلاتا ہے کہ یہ کتاب اسکے پیش نظر ہے -

(مہیب آقا اور عجیب غلام !)

گزشتہ صدي کے اوائل میں روے زمین پر ایک طوفاني آندھي آئي - اُس نے بادشاهوں کے تخت اُلٹ دیے - تاجداروں کے تاج گرا دیے - یہ ایک مہیب جبار تھا جس کے سامنے تمام یورپ سر بسجود هوگیا تھا - اِس مہیب آقا کے ساتھہ همیشہ ایک عجیب و غریب غلام بھي دیکھا جاتا تھا - مہیب آقا نپولین تھا ' اور عجیب الهیئت غلام رستم تھا !

رستم بن رضا گرجان سنہ ۱۷۸۲ع میں تفلیس (قفقاز) میں پیدا هوا اُس کا بچپن کوہ قاف کے مرغزاروں میں بسر هوا تھا لیکن زمانے کے انقلابات نے اُس کے دل و دماغ پر اُس سرزمین کے حسن و جمال طبیعت کا کوئي اثر باقي نہیں چھوڑا - وہ نہ تو شاعر هوا ' نہ مصور - اُس کي قسمت میں ایک عجیب انسان کا عجیب غلام بننا تھا !

نپولین کے سکریٹری مینول نے اپنے روز نامچے میں لکھا ہے .

" رستم کا باپ طبیب تھا - بعض مورخین نے اُسے تاجر بھي بتایا ہے - اُس کے چار اولاد تھي - انمیں ایک رستم تھا - سنہ ۱۷۹۵ - تک وہ اپنے والدین کے ساتھہ رہا "

خود رستم نے اپني یاد داشتوں میں لکھا ہے کہ وہ اپني ماں سے از حد محبت رکھتا تھا - یہي محبت اُس کي تمام مصائب کا سبب هوئي - باپ نے اُسے گھر سے نکال دیا اور وہ آوارہ گردوں کي طرح گاؤں گاؤں پھرنے لگا - اتفاق سے اُسي زمانے میں وهاں کے اُمراء میں خانہ جنگي شروع هوگئي - رستم اس جنگ میں قید هوگیا ' اور بہت دنوں تک ایک قلعہ میں بند رہا - پھر وهاں سے بھاگا تا کہ اپني ماں کي کفالت کرے - اب وہ اپنے شوهر سے علحدہ هوگئي تھي اور چھوٹے چھوٹے بچے ساتھہ لے کر کسي طرف چلي گئي تھي - بہت تلاش کے بعد رستم نے ماں کا پتہ لگالیا اور اُس کے ساتھہ رهنے لگا - کچھہ عرصہ کے بعد اُس نے ارادہ کیا کہ کسي شہر میں جاکر آباد هو جاے اور اپنے خاندان کي پرورش کا انتظام کرے - وہ سب کو ساتھہ لے کر چل دیا ' مگر راستے میں بردہ فروش قزاقوں نے گھیر لیا ' اور پورا قافلہ گرفتار هوگیا - بردہ فروشوں سے ایک مالدار عورت نے رستم کو خرید لیا اور اپنا لڑکا بنا کر گھر میں رکھا - لیکن اُس کے شوهر کو گھر میں اِس خوبصورت نوجوان کي موجودگي ناگوار هوئي - اُس نے مصر کے ایک امیر کے هاتھہ بیچ ڈالا -

مصري امیر رستم کو مصر لایا - پھر اپنے ساتھہ مکۂ معظمہ لے گیا - حج کے بعد دونوں شام کے راستے واپس هوئے - مگر ابھي راہ هي میں تھے کہ معلوم هوا ' نپولین نے مصر پر قبضہ کرلیا ہے - امیر نے فیصلہ کیا کہ مصر نہ جائے اور اپنے دوست احمد پاشا جزار والي

عکا کے یہاں قیام کرے - رستم نے لکھا ھے که احمد پاشا نے اپني دوستي کا حق اِس طرح ادا کیا که مصري امیر کو زهر دے کر مار ڈالا !

(نپولین تک رسائي)

رستم نے اب اپنے سامنے ایک نئي مصیبت دیکھي - مجبوراً مصر بھاگ گیا - مصر میں ایک دوست نے اُسے مشہور خاندان بکري کے سجادہ نشین شیخ السادات کي خدمت میں پیش کر دیا - شیخ اُسے دیکھه کر بہت خوش هوا اور اپنے غلاموں کا افسر بنا دیا -

شام کے حملے سے واپسي پر نپولین کے استقبال کیلیے مصر کے تمام اُمراء شہر کے باهر کھڑے تھے - سید بکري بھي موجود تھے - وہ نپولین کي سواري کے لیے ایک گھوڑا بھي لے گئے تھے - گھوڑے کي لگام ' رستم کے هاتھه میں تھي - نپولین نے گھوڑا شکریه کے ساتھه قبول کر لیا - چند دن بعد دو غلاموں کي فرمائش کي - سید بکري نے دو غلام حاضر کر دیے - انھي غلاموں میں ایک رستم تھا - نپولین نے اپني خدمت میں لیتے وقت رستم کو ایک مرصع تلوار اور طلائي دستے کے دو طپنچے عطا کیے -

(فرانس میں داخله)

فرانس کي واپسي میں رستم بھي نپولین کے ساتھه تھا - راستے میں کوئي خاص واقعه پیش نہیں آیا - البته ایک دن نپولین کے ساتھیوں نے ستانے کیلیے کہدیا که " جنرل تمھیں اِس لیے ساتھه لیے جاتا ھے ' تاکه پیرس کے جلسے میں تمھاري بھینٹ چڑھائے " ساده لوح غلام ڈر گیا ' اور واویلا مچانا شروع کر دیا - نپولین نے سنا تو بہت هنسا - اور وہ تمام رقم اُسے بخش دي ' جو دوران سفر میں اپنے ساتھیوں سے جوئے میں جیتي تھي !

شیخ خلیل بکري نقیب السادات مصر
جس کے ذریعه نپولین کو رستم ملا

نپولین نے رستم کو مارسیلز میں چھوڑ دیا - هر طرف لوگوں کي نظریں اُس پر پڑتي تھیں - عورتیں تو اسپر ٹوٹ پڑیں - اسکے عجیب مشرقي اطوار اور چرکسي چشم و ابرو اُنکے لیے نئي قسم کي چیز تھي - چند دن بعد نپولین کا اسباب لیکر وہ پیرس روانه هوا - راستے میں ڈاکو مل گئے ' اور تمام اسباب لوٹ لیا - رستم کي مرصع تلوار اور چھه هزار فرنک کي تھیلي بھي چھین لي -

جوزیفائن ' نپولین کي بیوي ' رستم کو دیکھه کر بہت خوش هوئي اور اپني خدمت میں قبول کر لیا - بعد میں لوگوں نے اِس پر طرح طرح کي چه میگوئیاں کیں - کہا گیا که جوزیفائن غلام پر عاشق ھے - اِسي قدر نہیں بلکه یہاں تک کہا گیا که نپولین رستم کو محض اِسي نیت سے لایا تھا ' تاکه جوزیفائن کیلیے دلچسپي کا سامان مہیا کر دے ' اور خود اُس کي نگراني اور رشک سے آزاد هو جائے -

(رستم اور پیرس)

کچھه هي سبب هو ' لیکن پیرس میں رستم کے ظہور نے نپولین کي عظمت میں غیر معمولي اضافه کردیا تھا - رستم اپنے بیش قیمت لباس میں " قنصل " (نپولین) کے ساتھه ساتھه پھرا کرتا تھا اور پیرس کي مخلوق اُسے دیکھه کر متحیر رهجاتي تھي !

قنصل مقرر هونے کے بعد نپولین اُس محل میں اٹھه گیا ' جو حکومت نے اُسے دیا تھا - رات کو اُس کے خاص کمرے کي نگہباني رستم هي کے ذمے تھي - وہ رات بھر دروازے پر پڑا رهتا تھا ' اور کسی کو اندر جانے نہیں دیتا تھا -

ایک دن جوزیفائن کو معلوم هوا که نپولین کے ساتھه ایک عورت موجود ھے - وہ غصے میں بھري هوئي اٹھي اور کمرے میں گھس پڑنا چاھا - مگر رستم دروازے پر سو رھا تھا - اُس کے خراٹے اِتنے بلند اور خوفناک تھے که جوزیفائن ڈر گئي - شمع هاتھه سے گر پڑي ' اور بدحواس الٹے پاؤں بھاگي !

دن کے وقت رستم کے فرائض یه تھے که صبح اپنے آقا کو حجامت میں مدد دیتا تھا - نپولین نہایت تنک مزاج تھا - بار بار جلا اٹھتا تھا " گدھے ! آئینه سیدھا کر - خوش قسمتي سے تیرا آقا مصري نہیں ھے ورنه گردن اڑا دیتا ! " حجامت کے بعد اسے آقا کو نہلاتا تھا - پھر اُس کے ساتھه دفتر جاتا تھا اور ایک لمحه کیلیے بھي جدا نہیں هوتا تھا -

ہلیپر کہتا ھے :

" نپولین نے کبھي کسي سے محبت نہیں کي - لیکن وہ اپني فیاضي سے دوسروں کي محبت خرید لیا کرتا تھا - همیشه جوئے میں اپني تمام جیت ' رستم کو دیدیا کرتا - ایک مرتبه پانچ دن کے اندر تین هزار فرنک رستم کو مل گئے - اِس تقرب کي وجه سے تمام خادم رستم پر حسد کرنے لگے تھے - صرف خادم هي نہیں ' بہت سے بڑے بڑے آدمي بھي جلتے تھے - اُن کا خیال تھا - رستم کي یه تمام قدرداني صرف اِس لیے ھے که وہ اُس کے دشمنوں کو خفیه قتل کر ڈالتا ھے -

رستم نپولین کے ساتھه سایه کي طرح لگا رهتا تھا - حتی که فوج کي قواعد کے وقت بھي آقا کے گھوڑے کے پہلو میں اُس کا عربي گھوڑا نمایاں نظر آتا تھا - گھوڑے پر چیتے کي کھال کا زین هوتا تھا - زین پر سونے کا کام تھا - خود رستم کا لباس ' ریشم کا کارچوبي هوتا - دور دور تک اُس کي چمک دمک آنکھوں کو خیرہ کر دیتي تھي - وہ اِس قدر شاندار هوتا تھا که رستم ' عرب پادشاہ معلوم هوتا تھا ' اور نپولین اُس کا فرنگي سپه سالار - تھیٹر میں بھي وہ نپولین کے پہلو میں بیٹھتا تھا - تمام نظریں غلام کي شان و شوکت کے تماشه میں محو هوجاتي تھیں ! "

جب کبھي وہ راستے میں تنہا هوتا ' مخلوق هجوم کرکے ساتھه هوجاتي - مسرت کے نعرے بلند هونے لگتے - اپنے فاتح آقا کي طرح یه غلام بھي اپني عظمت و غرور میں مدهوش رهتا تھا - وہ بالکل پروا نه کرتا که لوگ اُس کي تعریف میں نعرے لگا رھے هیں ' یا تضحیک کر رھے هیں !

(رستمی فیشن)

پیرس کی نازنینوں کے لیے رستم ایک متحرک فتنہ بن گیا تھا - وہ اُن کی نظر میں مشرقی حسن و جمال کا ایک پر اسرار پیکر تھا - یہاں تک کہ اُس کے لباس کی بھی نقل اتاری جانے لگی - پیرس کا سب سے ازیادہ مقبول فیشن " رستمی فیشن " ہوگیا - خود جوزیفائن اِس لباس پر فخر کرتی تھی - فرانس سے نکل کر یہ فیشن جرمنی پہنچا ' اور لوئیزا ملکۂ پروشیا تک نے اختیار کرلیا - عورتوں کی طرح مرد بھی اس کی تقلید کرنے لگے تھے - یہ بیماری ایسی عام ہوئی کہ خود نپولین بھی مبتلا ہوگیا - اُس نے بھی رستم کا سا لباس اپنے لیے بنوایا تھا اور بڑے بڑے جلسوں میں پہن کر جاتا تھا !

اُس عہد کے ماہر مصوروں نے رستم کی تصویریں اُتاریں - اخبارات و رسائل نے خاص اہتمام سے شائع کیں - پورے یورپ میں اُس کی شہرت عام ہوگئی -

جب نپولین کی تاج پوشی قریب آئی ' تو اُس نے درباری درزی کو حکم دیا کہ رستم کے لیے بیش قیمت خلعت طیار کرے - یہ خلعت اس قدر گرانقدر تھا کہ صرف کوٹ پر سات ہزار تین سو فرانک خرچ ہوے تھے - جوتے کی قیمت ایک سو بیس فرنک تھی - یہ رقم اُس زمانے میں ایک شاہی لباس ہی پر خرچ ہو سکتی تھی !

تاج پوشی کے جلوس میں رستم اپنے خاص لباس میں ملبوس شہنشاہ کے پہلو بہ پہلو چل رہا تھا - وہ خود بھی اپنے گھوڑے پر ایک شہنشاہ معلوم ہوتا تھا - ہر طرف اُس کے اعزز میں تالیوں کا شور بلند تھا !

(منتہاء عروج)

رستم نے اپنی زندگی کے بہترین ایام شہنشاہ نپولین کے زیر سایہ بسر کیے - دربار میں اُسے اتنا عروج حاصل تھا کہ خاص و عام سب حسد کرتے تھے - نپولین جب کوئی شہر فتح کرتا تھا تو شاہی گاڑی میں فاتح کے پیچھے رستم ہی بیٹھتا تھا - نا واقف اُسے سلطنت کا رکن اعظم خیال کرتے تھے - بہت سے لوگ اُس کی خوشامدیں کرتے ' تا کہ اس کے ذریعہ نپولین کی خوشنودی حاصل کرلیں !

جب نپولین پیرس میں ہوتا تو رستم کو دو گھنٹے تفریح کی اجازت ملتی - وہ اپنے اُن دوستوں سے ملنے جایا کرتا جن کے یہاں خوبصورت عورتیں ہوتیں - لیکن میدان جنگ میں اُسے ایک لمحہ کی بھی فرصت نہیں ملتی تھی - کیونکہ اُس کے فرائض ہر لمحہ اُسے شہنشاہ کے ساتھ رہنے پر مجبور کرتے تھے - وہی اس کے لیے کھانے کا بھی انتظام کرتا تھا -

نپولین کے کھانے کا کوئی وقت مقرر نہ تھا - بسا اوقات وہ کھائے بغیر ہی سو جاتا - ایک مرتبہ ایسا ہوا کہ نپولین آدھی رات کو اپنے بستر پر گیا اور کھانا طلب نہ کیا - رستم نے خیال کیا ' اب وہ کھانا نہیں کھائیگا - اس نے بھنی ہوئی مرغی خوشی خوشی کھانا شروع کردی - لیکن ابھی آدھی مرغی بھی کھانے نہیں پایا تھا کہ نپولین نے کھانا مانگا - رستم بہت گھبرایا ' مگر اب کر ہی کیا سکتا تھا ؟ وہی بچی ہوئی مرغی لیکر حاضر ہوگیا - نپولین دیر تک مرغی دیکھتا رہا - پھر غلام پر غضبناک نظریں ڈالیں اور کہا " میں نہیں جانتا تھا کہ بعض مرغیوں کا صرف ایک ہی بازو اور ایک ہی ٹانگ ہوتی ہے - مجھے کبھی اِس بات کا وہم بھی نہیں گزرا تھا کہ دوسروں کا جھوٹا کھانا پڑیگا ! "

رستم ڈر گیا - رنگ فق ہوگیا - کانپتی ہوئی آواز میں کہنے لگا " مہربان آقا ! میں بہت بھوکا تھا - پہلے ارادہ صرف ران کھانے کا تھا - مگر افسوس - بازو بھی میں نے کھا لیا ! " نپولین چپ ہو گیا ' اور مرغی کھالی ' صبح اُس نے ایک سپہ سالار کو بعض احکام دینے کیلیے طلب کیا - رستم بھی سامنے کھڑا تھا - نپولین نے سپہ سالار سے کہا " تم نے کچھہ سنا ؟ کل رات میں نے آقائے رستم کا پس ماندہ کھایا تھا ! ملعون ! ادھر آ - میں تیرے کان ملونگا - خبردار ' پھر کبھی ایسی حرکت نہ کرنا ! " یہ کہکر نپولین زور سے ہنس پڑا -

(شادی)

رستم ' اپنے آقا کو روز پیرس کی عورتوں سے اپنے عشقیہ معرکوں کی داستانیں سنایا کرتا تھا - نپولین کو ان واقعات سے بڑی دلچسپی ہوتی تھی اور وہ غلام کی ہمت افزائی کیا کرتا تھا - آخر رستم کا یہ شوق رنگ لایا - اور وہ ایک عورت پر عاشق ہوگیا - اُس نے شہنشاہ سے شادی کی درخواست کی - نپولین نے پوچھا " وہ کچھہ مالدار بھی ہے ؟ " رستم نے جواب دیا " جب تک حضور کے قدموں سے لگا ہوں ' مجھے مال کی کیوں فکر ہو ؟ " نپولین کو یہ جواب پسند آیا اور شادی کی اجازت دیدی -

یکم فروری سنہ ۱۸۰۶ع میں الکزنڈرائن دوویل سے رستم کی شادی ہوگئی - خود شہنشاہ جلسہ میں شریک ہوا ' اور تمام خرچ اپنی جیب خاص سے ادا کیا - شادی کے ایک برس بعد لڑکا پیدا ہوا - رستم نے اُس کا نام ایشیل رکھا - نپولین کو یہ بچہ بہت پیارا تھا - اکثر بلا کر اُس سے کھیلا کرتا تھا - جب وہ لوٹتا تھا ' تو اُس کی دونوں مٹھیوں میں اشرفیاں ہوتی تھیں !

نپولین کو رستم اِس قدر عزیز تھا کہ سفر اٹلی کے موقعہ پر جب وہ بیمار ہوگیا تو نپولین نے چلتے وقت اُس سے کہا " رنج نہ کرنا - میں جلد واپس آؤنگا - میری بیوی تمھاری خبر لیگی - "

خود رستم نے اپنی یاد داشت میں لکھا ہے کہ شہنشاہ اُس پر بے حد مہربان تھا - شروع میں نپولین نے اُس کی کوئی تنخواہ مقرر نہیں کی تھی - ایک دن اتفاق سے یاد آگیا تو فوراً ۱۲۰۰ فرنک مقرر کر دیے - تھوڑی ہی مدت بعد یہ رقم دوگنی کردی گئی - یعنی ۲۴۰۰ فرنک ملنے لگے - نیز ۲۴۰۰ فرنک شکار میں بادشاہ کی بندوق اٹھانے کیلیے ' اور ۹۰۰ فرنک دائمی انعام کے طور پر بھی ملتے تھے - اسکے علاوہ کھیل میں جسقدر روپیہ نپولین جیتتا تھا ' سب اسے دیدیتا تھا - عیدوں اور جشنوں کے موقعہ پر بھی بہت کچھہ دیتا تھا - چنانچہ ۲۰۰۰ فرنک سنہ ۱۸۰۸ع میں دیے - ۳۰۰۰ سنہ ۱۸۱۰ میں دیے - ۴۰۰۰ سنہ ۱۸۱۱ع میں دیے - ۶۰۰۰ سنہ ۱۸۱۳ع میں دیے - ۶۰۰۰ سنہ ۱۸۱۴ع میں دیے - پھر معزولی سے پہلے ایک مرتبہ یکمشت ۵۰۰۰۰ فرنک عطا کیے !

(رستم کا خاتمہ)

لیکن افسوس ہے کہ مصیبت کے وقت رستم بے وفا ثابت ہوا - آقا کے تمام احسانات بھول کر اُس سے رخ پھیر لیا !

۶- اپریل سنہ ۱۸۱۴ میں نپولین کو تخت سے دست بردار ہونا پڑا تھا - وہ جب جزیرۂ البا کی طرف روانہ ہونے لگا ' تو رستم ' بلا اجازت اپنی بیوی سے مشورہ کرنے چلا گیا - بیوی شریف تھی -

اُس نے کہا " تمھارا فرض ھے کہ اِس نازک وقت میں اپنے مہربان آقا کا ساتھہ نہ چھوڑو " نپولین کو امید نہیں تھي کہ رستم لوٹیے گا - مگر دوسرے دن دیکھا تو وہ موجود تھا - اُس نے اپنے بلا اجازت چلے جانے پر افسوس و ندامت کا اظہار کیا اور نپولین کا دل اُسکي طرف سے صاف ھوگیا -

اِسي اثنا میں نپولین نے اپني ناکامیوں سے مضطرب ھوکر زھر کھا لیا ' مگر ڈاکٹروں نے اُسکي جان بچالي - ایک دن اُس نے رستم سے پستول طلب کیا - رستم نے مارشل برتیه سے مشورہ کیا - مارشل نے کہا جو جي میں آئے کرو - میں کوئي مشورہ نہیں دونگا - لیکن بعض دوستوں نے کہا - اگر شہنشاہ خود کشي کرلیگا تو دنیا تمھیں کو الزام دے گي - کہا جائیگا ' تم نے دشمنوں سے رشوت لیکر پستول نپولین کے حوالہ کر دیا - تاکہ وہ خود کشي کرلے -

اِس واقعہ کو رستم نے حیلہ بنایا ' اور نپولین سے ھمیشہ کے لیے علحدہ ھوگیا - جلا وطن ھوتے وقت شہنشاہ نے اپنے غلام کی بابت سوال کیا - اور جب اُس کي بے وفائي کا حال سنا تو قدرتي طور پر بہت رنجیدہ ھوا -

رستم کي بے وفائي اِسي پر ختم نہیں ھوگئي ' بلکہ وہ دو مرتبہ انگلستان بھي گیا - وھاں نپولین کے دشمنوں کے سامنے اپنا شاھي خلعت پہنکر جایا کرتا تھا - انگریزوں کے ھاتھہ اُس نے اپنے آقا کي بہت سي یادگاریں بھي بیچ ڈالیں - اِنھي میں سونے کا ایک ٹکڑہ بھي تھا - اِس پر لکھا تھا " نپولین کي یادگار اپنے وفادار غلام رستم کے لیے "

۷ - دسمبر سنہ ۱۸۴۵ع کو اُس کا انتقال ھوا - اُس کي قبر ابتک پیرس میں موجود ھے ' اور اُس پر یہ عبارت کندہ ھے : " یہاں شہنشاہ نپولین کا غلام رستم رضا سو رھا ھے "

اُس کي زندگي ھي میں اُس کے دونوں لڑکے مر چکے تھے - صرف بیوہ اور ایک لڑکي باقي رھي - لڑکي کي شادي ایک فرانسیسي تاجر سے ھوگئي تھي -

الھلال کو

اشاعت کي کمي کي شکایت نہ ھوتي ' اگر مصارف کي زیادتي پیش نہ آتي - سنہ ۱۹۱۴ع میں الھلال کي یہي قیمت تھي - یعنے بارہ روپیہ سالانہ ' مگر تمام طباعتي اشیاء کي قیمت موجودہ قیمتوں سے آدھي تھي - اِس وقت اگرچہ الھلال کا حلقۂ اشاعت اردو کے تمام رسالوں سے زیادہ ھے ' لیکن مصارف کي زیادتي کي وجہ سے اب تک آمدني اور خرچ برابر نہیں ھوسکے ھیں - کیا آپ اس معاملہ پر توجہ ضروري نہیں سمجھتے ؟ اگر ضروري سمجھتے ھیں تو توسیع اشاعت کے لیے کوشش کیجئیے -

(منیجر الھلال)

حجة ابراهيمي

آیۂ کریمہ " الم تر الي الذي حاج ابراهيم " کي تفسیر

قرآن حکیم کا اُسلوب بیان اور طریق استدلال

تفسیر کا قرآني اور غیر قرآني طریقہ

(از مولانا ابو الکلام)

(۳)

افسوس ھے کہ محل اِس کا متحمل نہیں کہ مثالوں کے بیان میں اطناب سے کام لیا جائے - ورنہ آپ دیکھتے کہ تفسیر قرآن کا کوئي گوشہ بھي ایسا نہیں ھے جو اس غیر قرآني طریق تفسیر سے متاثر نہ ھو چکا ھو ' اور اصلیت پر بے شمار پردے نہ پڑ گئے ھوں - اگر آپ صرف امام راغب اصفہاني کي مفردات ھي اُٹھا کر دیکھہ لیں جو آج کل کے نئے محققین قرآن میں سے اکثر کا توشۂ عام ھے ' تو آپ کو معلوم ھو جائیگا کہ نہ صرف قرآن کے مطالب و دلائل کي صورت بدل دي گئي ھے ' بلکہ اُسکے تمام الفاظ کے لیے بھي ایک نیا فلسفیانہ قاموس ترتیب دیدیا گیا ھے ' اور وہ چیز جسے اپنے " عربي مبین " ھونے پر ناز تھا ' اب ایک مشکل ترین عجمي چیستاں بنکے رھگئي ھے !

(آیۃ زیر تدبر)

اب جب کہ یہ تمہیدي مطالب ایک حد تک واضح ھوگئے ھیں ' آیۂ زیر تدبر کي تفسیر نہایت سہل ھے - چند سطروں کے اندر تمام مشکلات دور ھو جائینگي - البتہ تفسیر سے پہلے چند مبادیات کي مختصراً تشریح اب بھي ضروري ھے :

(۱) اس آیت میں قرآن حکیم نے حضرت ابراھیم علیہ السلام اور اُن کے عہد کے ایک انسان کا مکالمہ نقل کیا ھے - سب سے پہلي اور بنیادي غلطي جس کي وجہ سے تمام مشکلیں پیدا ھوگئي ھیں ' یہ ھے کہ مکالمہ کي نوعیت ھی غلط سمجھہ لي گئي ھے - آیت میں " حاج " کا لفظ آیا ھے : الم تر الي الذي حاج ابراهيم في ربه - یعنے کیا تمھیں اُس آدمي کا حال معلوم نہیں جس نے ابراھیم سے پروردگار عالم کے بارے میں حجت کي تھی ؟ چونکہ مفسرین متکلمین کے دماغ میں منطقي طریق مناظرہ و حجت بسا ھوا تھا ' اور انبیاء کرام کے حجج و براھین فطریہ کو بھي وھي جامہ پہنانا چاھتے تھے ' اس لیے انھوں نے اس مکالمہ کو " مناظرہ " مصطلحۂ منطق قرار دیدیا ' اور پھر لگے فن مناظرہ کے تمام اصول و اداب اُس پر

منطبق کرنے ' اور جب منطبق نه هوسکے تو لا یعني اور دور از کار توجیهیں کرنے لگے - حضرت امام رازي رحمة الله علیه اس آیت کي تفسیر میں سب سے پہلي بات جو کہتے هیں ' یهي هے که " و القصه الاولی مناظرة ابراهیم صلی الله علیه وسلم مع ملک زمانه " (جلد ۲ : ۳۱۷) جونہي اُنهوں نے اس معامله کو " مناظره " کے لفظ سے تعبیر کیا ' حقیقت سے الگ هوگئے ' اور پہلا قدم هي اُلٹا پڑ گیا - اب جس قدر آگے بڑهتے جاتے هیں ' حقیقت سے زیاده دور هوتے جاتے هیں ' اور یکے بعد دیگرے اُلجهاؤ پر اُلجهاؤ پڑتے جاتے هیں - اُنهوں نے اپني عادت کے مطابق " المسئلة الاولی " اور " المسئلة الثانیه " اور " الاشکال الاول " اور " الاشکال الثاني " کا سلسله یہاں بهي پوري قوت اور وضاحت کے ساتهه جاري رکها هے ' لیکن جب جواب کا موقعه آیا هے ' تو پانچ پانچ اور چهه چهه وجوه اشکال بیان کرنے کے بعد ایک شافي جواب بهي نہیں دے سکتے ' اور ایک ایسے طریقه سے جو پڑهنے والے کو حیرت و ارتیاب میں غرق کردیتا هے ' رخصت هو جاتے هیں !

امام رازي کے بعد جس قدر مفسرین پیدا هوئے ' سب نے اس مکالمه پر اسي حیثیت سے نظر ڈالي - البته حافظ عماد الدین ابن کثیر جو شیخ الاسلام ابن تیمیه کے تلامذه میں سے هیں ' اس سے مستثنی هیں - وہ سلف کے طریق تفسیر سے آشنا هوچکے تهے ' اس لیے ان موشگافیوں میں نہیں پڑے - بلکه صاف صاف کهدیا " وهذا التنزیل علي هذا المعني احسن مما ذکره کثیر من المنطقیین " (حاشیه فتح البیان جلد ۲ : ۱۹۶) یعنے یه مطلب اس سے کہیں زیاده بہتر هے جو بہت سے منطقیوں نے قرار دیا هے - لیکن افسوس هے که منطقیوں کے طریقه سے الگ رهکر بهي وہ پوري طرح اُن کي لغزشوں سے محفوظ نه رهسکے - یعني اس اُلجهاؤ سے وہ بهي نه نکل سکے جو حضرت ابراهیم کے ایک دلیل چهوڑ کر دوسري دلیل اختیار کرنے کے معامله میں پڑ گیا تها -

یه بات معلوم کرنے کیلیے که متاخرین کي پیدا کي هوي مشکلات سے متقدمین کس طرح محفوظ تهے ' امام ابن جریر طبري کي تفسیر پر نظر ڈالیے جو محدثین کے صاف اور ساده طریق پر روایات جمع کر دیتے هیں - انهوں نے سرے سے یه فتنه انگیز لفظ " مناظره " استعمال هي نہیں کیا هے - وہ " حاج ابراهیم في ربه " کا ترجمه " الذي خاصم ابراهیم في ربه " کرتے هیں ' جو في الحقیقت اس محل کیلیے خود قرآن کا بتلایا هوا لفظ هے ' اور پهر سیدها سادها مطلب بیان کرکے خاموش هو جاتے هیں -

یه واضح رهے که همیں یہاں مناظره کے لغوي اطلاق سے اختلاف نہیں هے ' بلکه اصطلاحي اور وضعي اطلاق سے اختلاف هے - وضعي علوم کي اصطلاح میں " مناظره " ایک خاص فن هے جسمیں مباحثه کے اصول و آداب وضع کیے گیے هیں ' اور اس کا مقصود اِسکات خصم هے - یعنے جهگڑنے والے کو چپ کرا دینا - نه یه که اسکے شکوک دور کردینا - نه صرف یه که انبیاء کرام کا طریق بیان یه نہیں هوتا ' بلکه قرآن بتلاتا هے که کسي طالب حق کا بهي طریقه یه نہیں هونا چاهیے - کیونکه یه طلب حق اور علم حقیقت کي راہ نہیں هے - " جدل " اور " خصومت " کي راہ هے - اب غور کیجیے - یه کیسي مصیبت هے که جس طریق بحث و کلام کو قرآن مذموم ٹهراتا هے - اسي کو همارے مفسرین متفلسیین محمود و مطلوب قرار دیتے هیں ' اور قرآن کے تمام دلائل اور انبیاء کرام کے تمام مکالمات و مخاطبات کو اُسي شکل و صورت میں آراسته کرنا چاهتے هیں ' اور پهر ذهن کي اس کجي اور فکر کے اِس مرض کو علم و معرفت کي ایک ایسي عظمت سمجهتے هیں ' جسے ابراهیم خلیل علیه الصلوۃ و السلام کے منه سے نکلوا دینا ' انکي بزرگي کي بڑي هي دلیل اور اُنکے مرتبۂ نبوت و خلت کي بڑي هي خوبروئي هے !

اس سے بهي بڑهکر اعجب العجائب معامله یه هے که قرآن حکیم اس مقام پر جس حقیقت کا اعلان کر رها هے ' وہ یهي هے که انبیاء کرام کا طریق دعوت ' " هدایت " کا طریقه هوتا هے - " جدل " و " خصومت " کا نہیں هوتا - چنانچه حضرت خلیل نے با وجود اسکے که ایک الد الخصام کج بحثي کرنے لگا تها ' سر رشتۂ هدایت هاتهه سے نه چهوڑا ' اور مجادلانه نزاع کي جگه طریق هدایت نے اُسے اعتراف حق پر مجبور کر دیا - لیکن متکلمین هیں که عین اسي مقام کو مجادلانه انداز استدلال کی شکل دے رهے هیں ' اور بڑي کوہ کندنیوں اور کاہ براوردنیوں کے بعد ثابت کر دینا چاهتے هیں که اصل حقیقت یه نہیں هے - بالکل اس سے اُلٹي هے ' یعني طریق طریق جدل اور مناظره هے - نه که ارشاد الی الحق اور هدایت الی المقصود !

تفسیر کبیر کا یه پورا مقام پڑه جاییے - معلوم هوتا هے ' حضرت خلیل اور نمرود کا مکالمه منطقیوں کي ایک اچهي خاصي مجلس مناظره هے - ایک طرف نمرود بیٹها هے ' اور ایک پخته کار فلسفي کي طرح شفا اور اشارات کے تمام مباحث رٹ چکا هے - دوسري طرف حضرت ابراهیم هیں ' اور امام رازي اور قاضی عضد کے علم کلام کا ایک ایک لفظ نوک زبان رکهتے هیں - نمرود ایک سوال کرتا هے - یه اُس کا جواب دیتے هیں - وہ اِن کے جواب کا توڑ کرتا هے ' اور نئے مقدموں میں اُلجهانا چاهتا هے - یه ایک شاطر مناظر کي طرح فوراً پیترا بدلتے هیں ' اور اُنهي مقدمات کے داؤ سے اُسے گرا دینا چاهتے هیں - وہ سبب اور واسطه کے طرف رخ کرتا هے - یه حرکت افلاک کا پیچ کس دیتے هیں - سبحان الله ! حضرت ابراهیم علیه السلام کي دعوت نبوت نه هوئي - میر زاهد اور سیالکوٹي کا مباحثه هو گیا ! حاشا و کلا که انبیاء کرام جو تلاوت آیات اور تعلیم کتاب و حکمت کے لیے آتے هیں ' یه مجادلانه انداز سخن اور مخاصمانه طریق مخاطبت رکهتے هوں - اگر ایک لمحه کے لیے بهي یه طریق تفسیر تسلیم کر لیا جاے تو ساتهه هي یه بهي تسلیم کر لینا پڑیگا که دنیا کے سارے نبیوں اور رسولوں کی سب سے بڑي بڑائي یه تهي که وہ منطقي اور متکلم هوں - لیکن اگر یہی معیار نبوت هے تو دنیا کا سب سے بڑا نبي ارسطو تها جس نے سب سے پہلے منطق کے اصول و قواعد سے دنیا کو آشنا کیا ' نه که ابراهیم خلیل اور محمد بن عبد الله علیهما الصلوۃ و السلام ' جن کا لکهنے پڑهنے کے طریقے سے آشنا هونا بهي ثابت نہیں !

(۲) اب غور کیجیے - اس مکالمه کو " مناظره " قرار دیکر کس طرح انهوں نے اپنے آپکو مشکلات کے حواله کر دیا هے ؟ اگر یه " مناظره " هے ' اور حضرت ابراهیم کي بڑي فضیلت یهي هے که مناظرین کي طرح مخاطب کو سخن پروري میں هرا دیں ' تو ضروري هے که مناظره کے جو اصول و آداب وضع کیے گئے هیں ' اُنهیں کسي نه کسي طرح اس مکالمه پر منطبق کیا جاے - مصیبت یه هے وہ منطبق نہیں هوتے - کیونکه سرے سے یه مناظره مصطلحۂ قوم تها هي نہیں - نتیجه یه هے که مشکلات کا کوئي تشفي بخش حل نظر نہیں آتا - فن مناظرۂ وضعیه کے لحاظ سے پہلي چیز فریقین کي حیثیت کا تعین هے - یعنے اُن میں سے کون مدعي هے کون منکر - کون مثبت هے ' کون منفي - پهر مستدل کے واجبات هیں ' اور

مجیب کے فرائض ہیں - جو مدعی ہو' اسے دلیل پیش کرنی چاہیے - جو منکر ہو' اسے توڑ کرنا چاہیے - چونکہ مقصود اس تمام کارخانہ سے اسکات خصم ہے - یعنی مخاطب کو چپ کرا دینا' اس لیے تمام اصول و آداب اسی محور کے گرد حرکت کرتے ہیں - امام رازی نے جب اسے مناظرہ قرار دیا' تو ضروری ہوا کہ پوری بات اسی سانچے میں ڈھال کر دکھا دی جائے - بات اس سانچے میں ڈھلتی نہیں - بس ساری مشکلیں اسی سے پیدا ہو گئی ہیں -

آپ خود اپنے استفسار میں لکھتے ہیں :

" یہ در اصل حضرت ابراہیم علیہ السلام اور نمرود کا مناظرہ ہے' جس میں نمرود کی حیثیت خدائی کے مدعی کی ہے اور حضرت ابراہیم اس کے زعم باطل کا بطلان ثابت کرنا چاہتے ہیں "

یہ جو آپ نے " در اصل مناظرہ ہے " کہدیا' بس یہی تمام فساد کی جڑ ہے - " مناظرہ ہے' تو حضرت ابراہیم کی حیثیت ایک مناظر کی ہے - اگر وہ مناظر ہیں' تو چاہئے کہ ان قواعد کلام سے سر مو تجاوز نہ کریں جو فن مناظرہ کے ساختہ پرداختہ ہیں - یا مثلاً رشیدیہ میں درج ہیں - اور چاہیے کہ بد بخت نمرود بھی انہی مقدمات اور مبادیات کے مطابق سرگرم ضلالت و شقاوت ہو' جو ہم شرح مواقف وغیرہ میں پڑھ چکے ہیں ! "

امام رازی اور متکلمین کے اصول تفسیر یہی ہیں' اور آپ بھی انہی کے قدم بقدم چلنا چاہتے ہیں - سوال یہ ہے کہ حضرت ابراہیم " مناظر " مصطلحۂ قوم کیوں ہوں ؟ اور اگر وہ مناظر ہوں' تو کیوں ان تمام گڑھے ہوئے قاعدوں کے پابند ہوں جو علوم وضیعہ کی تدوین کے بعد ہم نے اپنے اوپر لازم کر رکھے ہیں ؟ کونسی عقل کی قطعیت اور وحی کی تنزیل موجود ہے کہ حضرت ابراہیم کو بھی ان قواعد کلام کی پابندی کرنی چاہیے جو مناظرہ رشیدیہ میں ہم رٹ چکے ہیں' یا جنھیں بحر العلوم نے اپنے حواشی میں لکھا ہے ؟ " مناظر کے لیے یہ جائز نہیں " اور " مستدل کے لیے یہ ضروری ہے " سوال یہ ہے کہ کیوں جائز نہیں ؟ کیوں ضروری ہے ؟ اور کیوں ان اصول موضوعہ اور قواعد مصنوعہ " ما انزل اللہ بہا من سلطان " کے انبیاۓ رسل پابند ہوں ؟ کیوں ان کے لیے جائز نہ ہو کہ سر مو ان سے تجاوز کریں ؟ کیا مصیبت ہے کہ قرآن عربی زبان میں اترتا ہے - تمام فصحاء قریش اس کی فصاحت کے آگے سربسجود ہو جاتے ہیں' لیکن چار سو برس کے بعد ہمارے مفسرین بحث کرتے ہیں کہ سیبویہ اور کسائی کے بنائے ہوئے قواعد کے مطابق وہ ٹھیک ہے یا نہیں ؟ چار ہزار برس پہلے ایک داعی الی الحق فطرت الہی اور وجدان انسانی کے مطابق رشد و ہدایت کا دروازہ کھولتا ہے' اور ایک منکر حق کو شک و انکار کی جگہ یقین و ایمان کی راہ دکھلادیتا ہے' لیکن پانچویں صدی ہجری میں امام رازی آ کر بحث کرتے ہیں کہ منطقی طریق مناظرہ کے مطابق یہ مکالمہ صحیح ہے یا نہیں ؟ اور پھر چودھویں صدی میں آپ آتے ہیں اور کہتے ہیں کہ مشکلات حل نہیں ہوتیں - مشکلات حل ہوں تو کیسے ہوں جب صدیوں سے مشکلات ہی کو بلاوا دے دے کر سمیٹا گیا ہے' اور اصلیت کی سادگی وضعیت اور صناعت کی کج اندیشیوں اور پیچیدگیوں کے اندر گم ہوگئی ہے ؟

(۳) ایک دوسری بنیادی غلطی جو یہاں الجھاؤ پیدا کر رہی ہے' حضرت ابراہیم کے مخاطب کی اعتقادی حیثیت ہے - مفسرین سے ایک سخت تسامح قرآن حکیم کے ان مقامات کی تفسیر میں ہوا ہے' جہاں بابل کے اس پادشاہ کا (جسے نمرود کہتے ہیں) اور مصر کے فرعون کا (جو کچھ بھی اس کا نام ہو) ذکر کیا گیا ہے - قرآن حکیم نے ان کا ذکر ایسے لفظوں میں کیا ہے' جن سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس خدا کے اقرار سے منکر تھے جسکی دعوت حضرت ابراہیم اور حضرت موسی علیہما السلام نے انکے سامنے پیش کی تھی' اور خود اپنی خداوندی اور خداوندی کی طاقتوں کا دعوی رکھتے تھے - چونکہ مفسرین کے پیش نظر صحیح تاریخی معلومات نہ تھیں' اسلیے وہ صحت کے ساتھ اس انکار اور ادعا کی نوعیت متعین نہ کر سکے - یہ خیال پیدا ہوگیا کہ یہ دونوں پادشاہ اپنی خدائی کے اس معنی میں مدعی تھے کہ وہی صانع کائنات ہیں - چنانچہ دونوں مقامات کے تمام مکالمات و مخاطبات میں فریق ثانی کی یہی اعتقادی حیثیت قرار دی گئی ہے اور اسلیے حضرت ابراہیم اور حضرت موسی (علیہما السلام) کے تمام دلائل و ارشادات اسی پہلو سے دیکھے جاتے ہیں - چونکہ یہ بات حقیقت حال کے خلاف ہے' اسلیے اس کی وجہ سے طرح طرح کے نئے الجھاؤ پیدا ہوگئے ہیں - واقعہ یہ ہے کہ نہ صرف دنیا کی تاریخی معلومات کی بنا پر' بلکہ خود قرآن حکیم کی تصریحات کی بنا پر کہا جاسکتا ہے کہ دنیا میں آج تک کسی انسان نے بھی اس معنی میں خدا ہونے کا دعوی نہیں کیا ہے کہ وہی صانع کائنات ہے - ایسا دعوی کرنا' بلکہ ایسے ادعا کا تخیل کرنا فطرت انسانی کے اسدرجہ خلاف ہے کہ کوئی انسانی ہستی اسکی جرأت ہی نہیں کرسکتی -

تحریر اندازہ سے زیادہ بڑھتی چلی جاتی ہے' اسلیے اس مقام کے دلائل و مباحث درج نہیں کیے جا سکتے - حقیقت حال سمجھنے کیلیے حسب ذیل اشارات کافی ہونگے :

اولاً' نوع انسانی نے خدا کی صفات کے تصور میں جو ٹھوکریں کھائی ہیں' من جملہ ان کے ایک عالمگیر گمراہی شاہیت و الوہیت کا تشابہ ہے - یعنی شاہیت کے اختیارات نے بھی ما فوق الفطرت اختیارات کی حیثیت اختیار کرلی تھی - جب کبھی کوئی انسان اپنی غیر معمولی جسمانی قوتوں سے مخالفوں کو زیر کرکے پادشاہ بن جاتا' لوگ خیال کرتے' وہ دیوتاؤں کا انسانی مظہر ہے' بلکہ خود بھی دیوتا ہے - پھر جب شاہیت نے نسل و خاندان کے سلسلہ کی صورت اختیار کرلی' تو کسی انسان کا شاہی نسل سے ہونا' اس کے دیوتائی رشتوں کی دلیل سمجھا جانے لگا - رفتہ رفتہ اس خیال نے پوری طرح ایک عام عقیدہ کی نوعیت پیدا کر لی کہ پادشاہ انسان نہیں ہے - انسانیت سے بلند تر ہستی ہے - اسکی طاقت بھی الہی طاقت' اور اسکا حکم بھی حکم خداوندی ہے -

قرآن حکیم نے بابل اور مصر کے جن دو پادشاہوں کا حال بیان کیا ہے' انکی اور ان کے قوم کی گمراہی یہی تھی - وہ اپنی قوم میں ایک دیوتا کی طرح مانے جاتے تھے - اس لیے نہیں کہ ان دو انسانوں نے خصوصیت سے اسکا دعوی کیا تھا' بلکہ اس لیے کہ وہ پادشاہ تھے' اور پادشاہ کیلیے ایسا ہی اعتقاد پیدا ہو گیا تھا -

ثانیاً' اس سے یہ بات بھی واضح ہو گئی کہ مفسرین کا یہ سمجھنا کہ فرعون اور نمرود نامی دو انسان خدائی کے مدعی تھے' صحیح نہیں ہے - جس طرح کی خدائی کے یہ مدعی تھے' اس طرح کی خدائی کا اعتقاد اس عہد کے بے شمار پادشاہوں اور پادشاہی کے سلسلوں کیلیے رہ چکا ہے - ہندوستان میں بھی پادشاہ کے لیے ایسا ہی اعتقاد موجود تھا - حتی کہ ان کا سلسلۂ نسب چاند سورج سے ملا دیا گیا تھا - تاتاریوں کی ابتدائی تاریخ بھی

اسکي شہادت ديتي ھے - بنو اسرائيل نے جب فلسطين اور شام پر قبضہ کيا تو جو قوميں وھاں آباد تھيں ' اُن کا بھي اپنے پادشاھوں کي نسبت ايسا ھي خيال تھا - خود قرآن اور تورات نے حضرت موسیٰ عليه السلام کي مصري زندگي کے جو واقعات بيان کيے ھيں ' اُن کا تعلق بھي ايک پادشاہ سے نہيں ھے - دو پادشاھوں سے ھے جو يکے بعد ديگرے تخت نشين ھوئے تھے - ايک فرعون وہ ھے جس کے محل ميں حضرت موسیٰ پيدا ھوئے - دوسرا وہ ھے جو اُن کا تعاقب کرتا ھوا خليج سوئز ميں غرق ھوا - اگر فرعون کے ادعاء الوھيت سے مقصود يہ ھوتا کہ وہ کسي ايک انسان کا شخصي ادعا تھا' تو ظاھر ھے' بغير کسي امتياز کے دونوں کي نسبت ايک ھي طرح کي ادعائي ذھنيت قرآن کيوں ظاھر کرتا ؟ دراصل قرآن نے اسي ليے اُن کے ناموں کي جگہ اُن کا عام لقب " فرعون" استعمال کيا - کيوں کہ کسي ايک پادشاہ کا تمرد و طغيان دکھلانا مقصود نہيں تھا - تمام فراعنہ کا طغيان دکھلانا مقصود تھا -

بہر حال قرآن حکيم نے اِن دونوں پادشاھوں کا ذکر اس ليے کيا ھے کہ انساني گمراھي کي ايک خاص حالت کا نمونہ دکھلا دے - اس نوع کي گمراھي کے ليے يہ کامل قسم کے نمونے تھے - اس ليے انھي کو بطور مثال کے چن ليا گيا -

باقي رھے فرعونوں کے وہ متکبرانہ اور مدعيانہ اقوال جو قرآن حکيم نے نقل کيے ھيں ' تو اُن ميں ايک جملہ بھي ايسا نہيں ھے جس کا مطلب يہ ھو کہ وہ اپنے آپ کو خدا بمعني صانع کائنات سمجھتے تھے - چونکہ مفسرين نے يہي مطلب ٹھہرا ليا تھا ' اس ليے ان کي نظر آيات کے صاف صاف مطلب کے طرف نہيں گئي - دوسري واديوں ميں پہنچ گئے - ليکن يہ محل تفصيل کا نہيں ھے -

ثالثاً ' آيت زير تدبر ميں جس پادشاہ کا ذکر کيا گيا ھے ' اُس کي شخصيت بھي صحيح طور پر متعين نہيں کي گئي - عام طور پر مشہور ھے کہ وہ نمرود تھا - ليکن بابل اور ننيوا کے آثار قديمہ سے جس قدر معلومات فراھم ھوچکي ھيں ' اُن سے اس خيال کي تصديق نہيں ھوتي - " نمرود" سے مقصود وہ پادشاہ ھے' جس کے خاندان نے سب سے پہلے بابل پر حکمراني کي تھي - اس خاندان کا سب سے زيادہ مشہور شخص " اور" پنجم تھا جس کے سوانح حيات کي منقش اينٹيں جرمن وفد کي کوششوں سے سنہ ١٩٠٤ع ميں برامد ھوئي ھيں - اِن اينٹوں کي عبارت سے جو خط مسماري ميں کندہ ھيں' معلوم ھوتا ھے کہ نمرود اور اُسکے خاندان کا زمانہ دو ھزار سات سو برس' قبل مسيح تھا - اگر تورات کے سنين تسليم کرليے جائيں' تو حضرت ابراھيم عليه السلام کا زمانہ دو ھزار تين سو برس قبل مسيح کا زمانہ ھے - ظاھر ھے کہ اِس حساب سے حضرت ابراھيم کا ظہور نمرود سے کئي سو برس بعد ھوا ھے - اُن کے زمانہ ميں نہ صرف نمرود کي ' بلکہ اُس کے خاندان کي بھي حکومت باقي نہيں رھي تھي -

خاندان نمرود کے دو سو برس بعد بابل ميں ايک نيا سلسلۂ شاھي قائم ھوا جسے " ايلامي " خاندان سے تعبير کيا جاتا ھے - اس خاندان کا ايک پادشاہ دو ھزار تين سو برس قبل مسيح بابل ميں حکمراں تھا جس کا نام " کادرلا اومر" تھا - غالباً يہي بادشاہ حضرت ابراھيم کا معاصر تھا ' اور اسي سے اُن کا يہ مکالمہ ھوا ھے - بابل کے آثار ميں اس پادشاہ کي تصويريں اور بعض فرامين کي اينٹيں بھي ملي ھيں - اِن کتبوں سے معلوم ھوتا ھے کہ وہ نہايت خود سر اور جبار تھا - اُس کي نسبت يقين کيا جاتا تھا کہ آسماني ديوتاؤں کا قہر و جبروت اُس کے اندر مجسم ھوگيا ھے ۔

يہ اوصاف ٹھيک ٹھيک اُس متکبرانہ انداز سخن کے مطابق ھيں ' جو اس مکالمہ سے ظاھر ھوتا ھے -

ايسا معلوم ھوتا ھے کہ جس طرح عربوں ميں شاھان روم ' قيصر ' شاھان ايران کسریٰ ' اور شاھان مصر فرعون کہے جاتے تھے ' اسي طرح بابل کے پادشاھوں کے ليے " نمرود " کا لفظ بطور لقب کے مشہور ھوگيا تھا - يہ تلقب بے اصل بھي نہ تھا ' کيونکہ جس طرح روم ميں سيزر اور ايران ميں خسرو پادشاھوں کا نام رھچکا تھا ' اُسي طرح بابل کے پہلے فرمانروا کا نام نمرود تھا - پس ابتدا ميں جب لوگوں نے يہ کہا ھوگا کہ مکالمہ نمرود سے ھوا ' تو اُن کا مقصد يہ ھوگا کہ بابل کے ايک پادشاہ سے ھوا - يہ مطلب نہ ھوگا کہ نمرود نامي انسان سے ھوا تھا -

رابعاً ' يوناني مورخوں کے بيانات اور علم الاثار کي تحقيقات سے معلوم ھوتا ھے کہ اھل بابل کواکب پرست تھے - اسي کواکب پرستي نے اُنھيں علم ھئيت کے علمي مباديات سے آشنا کيا تھا - اُن کا اعتقاد تھا کہ اجرام سماويہ کائنات کي ايسي ملکوتي ھستياں ھيں' جنھيں تدبير و تصرف عالم کي تمام قوتيں حاصل ھيں - دنيا ميں جو کچھہ ھوتا ھے' اُنھي کے عمل و تصرف سے ھوتا ھے - اِن ميں سات ستارے بڑے ديوتا ھيں ' اور سورج ان سب ميں بڑا ھے - آج کل علم نجوم کے نام سے جو خرافات دنيا ميں پھيلے ھوئے ھيں ' يہ ھندوستان اور بابل ھي کي کواکب پرستي کا بقايا ھيں - اپنے پادشاھوں کي نسبت اُن کا بھي وھي اعتقاد تھا ' جو اُس عہد کي تمام قوموں کا رھچکا ھے - يعنے وہ سورج ديوتا کے زندہ مظہر سمجھے جاتے تھے - ان کي تقديس بھي اُسي طرح کي جاتي تھي ' جيسي تمام ديوتاؤں کي کي جاتي تھي -

(٣) مکالمہ کے آخر ميں ھے : " فبہت الذي کفر " يعني جب حضرت ابراھيم نے دوسري دليل پيش کي تو مجادل کچھہ نہ کہہ سکا - ھکا بکا ھوکر رھگيا - مفسرين نے اس مکالمہ کو منطقي مناظرہ بنا ديا تھا - مناظرہ اور جدل کا ما حصل يہ ھے کہ مخاطب کو لا جواب کر ديا جاے - اس ليے انھوں نے " فبہت الذي کفر " کا مطلب يہ قرار ديا کہ حضرت ابراھيم کي دوسري دليل کے جواب ميں وہ کوئي بات نہ بنا سکا - اس ليے مبہوت ھو کر رھگيا - اس ميں کوئي شبہ نہيں کہ حضرت ابراھيم کي بات کا وہ کوئي جواب نہيں دے سکا تھا - اور شوخ چشمي اور کج بحثي کي جگہ اُس پر حيرانگي کي حالت طاري ھوگئي تھي ' ليکن يہ حيراني محض اس بات کا نتيجہ نہ تھي کہ وہ سخن پروري ميں لا جواب ھو گيا تھا - کيونکہ ابھي تفصيل کے ساتھہ آپ سن چکے ھيں کہ انبياء کرام کي مخاطبت بات ميں لا جواب کر دينے کے ليے نہيں ھوتي - يقين و ايمان کے ليے ھوتي ھے - پس اُس کے مبہوت ھو جانے کا سبب يہ تھا کہ حضرت ابراھيم کي دوسري بات اُس کے دل ميں اُتر گئي - پہلي بات پر تو اُس نے مجادلانہ کج بحثي کرکے جواب ديديا تھا - کيونکہ اپنے جہل و ضلالت کي وجہ سے اُسکي حقيقت سمجھہ نہ سکا تھا - ليکن دوسري بات اُسکي فکري اور اعتقادي استعداد کے مطابق کچھہ ايسي دل کو لگتي ھوئي تھي ' کہ سنتے ھي متاثر ھوگيا ' اور تير نشانہ پر لگ گيا - نتيجہ يہ نکلا کہ مبہوت ھو کر رھگيا - يعنے وہ سچائي جسے اپني کور چشمي کي وجہ سے ابتک نہيں ديکھہ سکا تھا ' اب يکايک اُس کے سامنے چمک اُٹھی ' اور با وجود کمال تمرد اور ضلالت کے اُس ميں جھٹلانے اور شوخ چشمي سے کج بحثي کرنے کي جرأت باقي نہ رھي !

علم الآثار مصر کا جدید ذخیره

فراعنهٔ مصر کے عظیم هیکل

ریمسیس ثاني اور اسکي لڑکي کا مجسمه ، جسکے محل میں حضرت موسى علیه السلام پیدا هوے تهے !

گذشته دس سال کے اندر علم الآثار مصر میں جدید انکشافات کا جو اضافه هوا هے ، وه نهایت قیمتي هے ، اور علماء آثار کا خیال هے ، اس سے مصري اثریات میں تحقیق و نظر کا ایک نیا دور شروع هوجایگا هے - وادي الملوک اور الاقصر کے دو مقبروں کا حال نهایت تفصیل کے ساتهه دنیا کے علم میں آچکا هے ، لیکن ان مقبروں کے علاوه اور بهي بے شمار نئي نئي چیزیں هیں جو تاریخ مصر کے بعض اهم زمانوں سے تعلق رکهتي هیں ، اور اسلیے علماء آثار ان کے درس و مطالعه میں مشغول هیں -

آج هم قارئین الهلال کي دلچسپي کے لیے ان میں سے بعض اهم آثار کا مرقع شائع کرتے هیں -

سب سے پہلے آپ کي نظر دو چهوٹي چهوٹي تصویروں پر پڑیگي ، جن میں سے ایک پر منقش تصویریں هیں - دوسري میں ایک شکسته مجسمه نظر آ رها هے - پهلي تصویر ابیڈس مندر کي ایک دیوار کا مرقع هے جس میں فرعون "ستي" اول اپنے معبود کے سامنے کهڑا هے ، اور اسے نذر پیش کر رها هے - مرقع میں فرعون کي صورت اور وضع اتني نزاکت اور خوبي کے ساتهه کنده کي گئي هے که مصر کے تمام حجري مرقعوں میں صرف چند تصویریں هي اس کا مقابله کرسکتي هیں - اس مرقع میں همارے سامنے چار هزار برس پہلے کا ایک انسان اپني اصلي صورت و وضع میں کهڑا هے !

دوسرا مرقع مصري دیوتا " ممنن " کا بت هے - اس کي نسبت یقین کیا جاتا تها که هر روز طلوع آفتاب کے وقت اس میں سے الهي نغموں کے ترانے بلند هوتے تهے - اب یه بالکل ٹوٹي پهوٹي حالت میں برآمد هوا هے - لیکن علم کي خوش قسمتي سے اس کے کتبے محفوظ هیں ، اور پوري طرح پڑهے جا سکتے هیں -

ان کے بعد آپ دو بڑي تصویریں اوپر تلے دیکهه رهے هیں - پهلي تصویر ابیڈیس مندر کي ایک دیوار پر کنده هے - اس میں مصریوں کے دو دیوتا دکهائے گئے هیں - هورس اور اوسائرس - هورس هر طرح کي اچهائیوں کا معبود تها - اوسائرس سورج دیوتا تها - مصري یقین کرتے تهے که سورج دیوتا کي بهن اور لڑکي " آئي سس" نے اپنے مقدس آنسوؤں کے چند قطرے ملا کر همیشه کیلیے دریاے نیل کو شیریں اور مقدس بنا دیا هے !

دوسرا مرقع ایک عظیم مجسمه کا نهایت قیمتي ٹکڑا هے جو الاقصر سے بر آمد هوا هے - نقوش کے پڑهنے سے معلوم هوتا هے که یه در اصل فرعون ریمسس دوم کا مجسمه تها - تصویر میں صرف کمر سے لیکر پانوں تک کا حصه نمایاں هے - پانوں کے پیچهے ایک عورت کا چهوٹا سا مجسمه هے جو کهڑي هے - یه ریمسس کي لڑکي هے - ریمسس دوم وهي فرعون هے ، جس کے محل میں حضرت موسى علیه السلام کي پیدایش هوئي تهي - خیال کیا جاتا هے که یهي لڑکي محل شاهي کي وه عورت هے ، جس نے دریا سے حضرت موسى کو نکالا تها !

بريد فرنگ

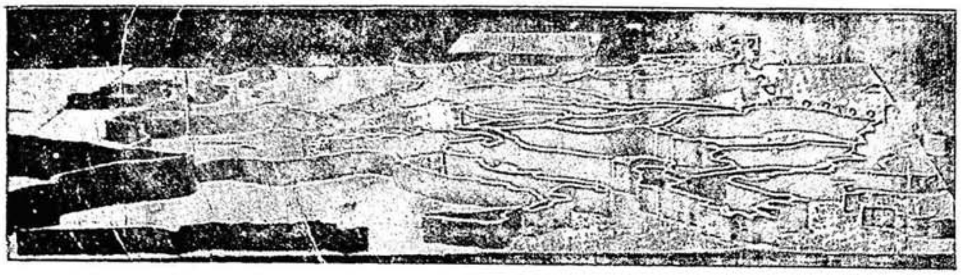

يورپ كا ايک نيا نقشه

تجارت كي حفاظت اور آزادي كا حصار

مطالب كے بيان و تفهيم كا ايک موثر ذريعه

بحث طلب مطالب پر تقرير كرتے هوئے مقرر اور مدرس عموماً شمار و اعداد كي جدولوں يا تناسب كے رنگوں اور نقشوں سے كام ليا كرتے تھے - پھر ميجک لينٹرن استعمال كيا جانے لگا - ايسے مطالب جن كے فهم ميں تصاوير كا معائنه مدد ديتا تھا ' فانوس كي تصويروں كے ذريعه ذهن نشين كيے جاتے تھے - حال ميں سينما كي ايجاد نے بھي ايک زياده موثر اور اصليت نما ذريعه بهم پهنچا ديا هے - امريكه ميں بحث و تقرير كے بے شمار كلب ' سينما كا اسي طرح استعمال كرتے هيں ' جس طرح عام طور پر ميجک لنٹرن استعمال كيا جاتا هے -

ليكن جو طريقه حال ميں سر آرتھر كلاير ماريسن نے مجلس اقوام كے سامنے تقرير كرتے هوئے تمثيل مطالب كے ليے اختيار كيا تھا ' وه ان تمام طريقوں سے جدا گانه قسم كا هے ' اور چونكه نهايت آسان اور ساده قسم كا هے ' اس ليے نهايت درجه پسند كيا گيا هے - اُن كي تقرير كا موضوع يه تھا كه تجارت كي آزادي اور بندش كے لحاظ سے اس وقت يورپ كي مختلف قوموں كا حال كيا هے ؟ اور كس طرح يهي چيز آينده ايک بين الاقوامي جنگ كا دروازه كھول دينے والي هے ؟ اس حقيقت كي وضاحت كے ليے انھوں نے يورپ كا ايک نقشه اس طرح كا طيار كرايا ' كه سرحد كے خطوط كي جگه حصار كي ديواريں كھڑي كر دي گئيں ' اور تمام يورپ ٹيڑھي سيدھي چار ديواريوں كا مجموعه بن گيا - نقشه كے بننے كے بعد جب اُس پر نظر ڈالي گئي ' تو معلوم هوا ' جو حقيقت ايک بهت بڑي كتاب لكھكر بھي واضح نهيں كي جاسكتي تھي ' اب وه صرف اس نقشه پر ايک نگاه ڈال لينے سے سامنے آجاتي هے - جنيوا كے پچھلے اجلاس كے موقعه پر يه نقشه حاضرين كے معائنه كے ليے ايک نماياں موقعه پر ركھديا گيا تھا -

اس نقشه كا عكس آپكے سامنے هے - اگر يورپ كا نقشه آپكے كمرے ميں آويزاں هے ' تو پہلے اُس پر ايک نظر ڈال ليجيے - پھر اسے ديكھيے - يه ٹھيک وهي نقشه هے - فرق صرف اسقدر هے كه اُس ميں حدود كي وضاحت كيليے لكيريں كھينچ دي گئي هيں - اِس ميں لكيروں كي جگه ديواريں كھڑي هيں - يه ديواريں كيا هيں ؟ تجارت كي حفاظت كي ديواريں هيں جنھوں نے هر قوم كو دوسري قوم كا دائمي رقيب بنا ديا هے - فوجي اور ملكي حفاظت كے اعتبار سے بھي ديكھا جائے ' تو يهي ديواريں متقابل دشمنوں اور حريصوں كو ايک دوسرے كے كچل ڈالنے سے روک رهي هيں - يه ديواريں كب تک قائم رهينگي ؟ سر آرتھر كهتے هيں " انهيں توڑ دو " ليكن اگر انسان اِسكے ليے آماده نه هوا ' تو عجب نهيں ' قدرت كي خانه بر اندازياں خود هي انهيں توڑ كر تمام يورپ كو ايک كھلي زمين كي شكل ميں منقلب كر ديں !

خريداران الهلال

توجه فرمائيں

جن جن حضرات سے چھه ماه كي قيمت وصول هوئي تھي ' اُن كا حساب الهلال نمبر (۲۴) پر ختم هو جايگا - يعني آئينده نمبر سے بعد كے نمبر پر - اگر وه آئينده بھي الهلال كا مطالعه جاري ركھنا چاهتے هيں ' تو دفتر نهايت شكر گزار هوگا اگر وي - پي كي درخواست كي جگه وه بذريعه مني آرڈر قيمت روانه كر ديں - وي - پي كي رقم وصول هونے ميں بهت تاخير هوتي هے ' اور اسليے پرچه كے مسلسل اجراء ميں خلل واقع هو جاتا هے - اگر وه ايک هفته كے اندر قيمت بذريعه مني آرڈر بھيج ديں تو رجسٹر ميں نمبر ۲۴ كے بعد سے اُنكي جديد خريداري كا اندراج هو جائے ' اور پرچه كي ترسيل بغير كسي انقطاع كے جاري رهے -

يه كهنا ضروري نهيں كه نئي شش ماهي جلد سے الهلال كا نيا دور حيات شروع هوگا ' اور وه اس حالت سے بالكل مختلف هوگا ' جس حالت ميں اس وقت تک نكلتا رها هے -

منيجر

علم اور مسیحی کلیسا

کتاب پیدائش اور تخلیق کائنات

برمنگہم کے بشپ کا کفر اور زندقہ !

تھوڑا عرصہ گزرا ہے ' لندن سے رپوٹر ایجنسی نے یہ خبر تمام دنیا میں مشہور کردی تھی کہ برمنگہم کے لارڈ بشپ نے ویسٹ منسٹر میں تقریر کرتے ہوئے ایسے خیالات کا اظہار کیا ہے ' جس نے یورپ کے تمام کلیسائی حلقوں میں ہلچل ڈالدی ہے - اُس نے صاف صاف لفظوں میں اعتراف کرلیا ہے کہ پیدایش کائنات کا قدیم مسیحی اعتقاد (یعنی توراة کی کتاب پیدایش کا بیان) قابل ترمیم ہے ' اور اب وقت آگیا ہے کہ ہم علمی تحقیقات کی مخالفت کرنے یا غلط مذہبی تاویلوں کے ذریعہ تطبیق دینے کی ناکام کوششوں سے باز آجائیں - یعنی تسلیم کرلیں کہ توراة کی کتاب پیدایش کا بیان ایک کہانی سے زیادہ نہیں ہے !

اس کے بعد ایک دوسرے واقعہ کی خبر مشتہر ہوئی - یہی بشپ جب سینٹ پال چرچ میں وعظ کررہا تھا تو اچانک ایک واقعہ نے تمام مجلس میں اضطراب پھیلا دیا - ایک طرف سے تیز صدا اٹھی "یہ بدعت و زندقہ کا معلم ہے " لوگوں نے جب اُس طرف نظر اٹھائی ' تو معلوم ہوا ' پادری کینن ویبسٹر غیظ و غضب کی شدت سے بے قابو ہوکر کھڑا ہوگیا ہے ' اور واعظ کے کفر و زندقہ کا اعلان کر رہا ہے - اس پر غضب طریقہ سے مجلس کو اپنی طرف متوجہ کرکے اُس نے بشپ پر لعن و طعن کی بوچھاڑ شروع کردی ' اور پھر یہ کہکر کہ "ایسے زندیق کا وعظ سننا جائز نہیں " اپنی جماعت کے ساتھہ گرجے سے رخصت ہوگیا !

پادری کینن ویبسٹر بشپ کے زندقہ کا اعلان کرکے سینٹ پال سے واپس جا رہا ہے !

اب انگلستان کے اخبارات و رسائل میں اس معاملہ کی تمام تفصیلات آگئی ہیں - در اصل یہ معاملہ بھی اُسی سلسلۂ بحث کی ایک کڑی ہے جو سر آرتھر کیتھہ کی تقریر (مندرجۂ الہلال) سے تمام یورپ اور امریکہ میں چھڑ گیا ہے - بشپ اف برمنگہم کا نام ڈاکٹر بارنس ہے - اُس نے اسی تقریر کا حوالہ دیکر اپنے خیالات ظاہر کیے تھے - معاملہ کا اہم اور دلچسپ پہلو یہ ہے کہ یہ اعتراف برطانی کلیسا کے ایک بہت بڑے ذمہ دار شخص کی زبان سے ہوا ہے - اُس نے بڑی دلیری کے ساتھہ وہ خیال علانیہ ظاہر کردیا ' جو آج ہزاروں لاکھوں عیسائیوں کے دلوں پر ثبت ہے !

یقیناً قارئین الہلال خواہشمند ہونگے کہ بشپ کی تقریر سے واقفیت حاصل کریں - ہم اختصار کے ساتھہ اُس کا خلاصہ درج کردیتے ہیں -

بشپ نے تقریر کرتے ہوئے کہا :

" اِس عہد کے انسانوں سے میں کیا کہوں ؟ کیا یہ کہوں کہ قدیم عقیدہ ہی پر اُستوار رہو ؟ ہرگز نہیں - میں اُن سے جو کچھہ کہہ سکتا ہوں ' وہ اِس کے سوا کچھہ نہیں ہے کہ حق کی تلاش کرو - خوش ہو ' کیونکہ تم ایک ایسی صدی کی مخلوق ہو ' جو اپنی علمی ترقیوں کی وجہ سے تاریخ کی سب سے زیادہ عظیم الشان صدی ہے - میں اُن سے کہتا ہوں ' جدید انکشافات کا خیر مقدم بجا لاؤ - علماء عصر کی تعظیم کرو - لیکن ساتھہ ہی یہ بھی یاد رکھو کہ اِس تمام علمی ترقی کے پیچھے ہم برابر ایک کثیف پردہ پڑا دیکھتے ہیں - یہ پردہ ' زندگی کے تمام بنیادی مسائل کو اپنے اندر چھپائے ہوئے ہے ' اور ہماری نظروں کو اُن کی حقیقت معلوم کرنے سے روک رہا ہے - تم پر فرض ہے کہ اِن مسائل سے قریب تر ہو - تمہارا قلب ایمان سے لبریز ہو جائے - تمہاری رہبر ' عقل ہو ' نہ کہ خوش اعتقادی - اگر تم ایسا کروگے ' تو تمہارا ایمان اُن دونوں جماعتوں سے مختلف ہوگا جن میں سے ایک نے مغرورانہ انکار کی اور دوسری نے جاہلانہ خوش اعتقادی کی غلطی کی ہے ! "

" سر آرتھر کیتھہ کے خطبہ کے بارے میں ہمیں کیا کرنا چاہیے ؟ مذہب نشوء و ارتقاء کے مقابلہ میں ہمارا مسلک کیا ہونا چاہیے ؟ کیا ہم حقیقت کو جدل کے موٹے پردوں میں چھپا دیں ؟ میں تم سے آج یہ کہنا چاہتا ہوں کہ تم اِس روشن زمانے کی مخلوق ہو کر حقائق سے تجاہل نہیں برت سکتے ! "

" کیا ہمارے لیے یہ جائز ہے کہ لوگوں کی عقلوں میں شک پیدا کردیں ' حالانکہ یہاں شک کا کوئی موقعہ ہی نہیں ؟ کیا یہ مناسب ہے کہ مسیحی عقائد کی تاریخ محض اس لیے بدل دی جائے کہ ڈارون کا مذہب نیا نہیں ہے ' پرانا مذہب ہے ؟ یا یہ مناسب ہے کہ جدید حقائق تسلیم کرتے ہوے حقیقت کا صاف صاف اعتراف کر لیں ' اور تسلیم کرلیں کہ مسیحی عقائد کی بعض تقلیدی آراء قابل تبدیل ہیں ؟ "

" میرے خیال میں آخری تجویز بہتر اور مناسب ہے - آؤ ' ہم بے خوف و خطر حقائق کا ویسا ہی خیر مقدم کریں ' جیسا کہ وہ علمی حلقوں میں اپنا خیر مقدم دیکھہ رہے ہیں - تمام اہل علم متفق ہیں کہ انسان نے بندر کی ایک قسم سے ترقی کی ہے ممکن ہے ' انسان کی یہ ترقی دس لاکھہ برس پہلے شروع ہوئی ہو - تمام حیوانی اصلوں نے مختلف سمتوں میں ترقی کی ہے ' لیکن انسان کی حقیقی ترقی اُس کے دماغ اور فکری مرکزوں میں واقع ہوئی ہے - اسی لیے وہ اپنے ہم جنس حیوانوں پر بازی لیگیا - بندر کی دوسری قسموں نے اور قسم کی ترقی کی - چنانچہ

بتدریج شمپانزی ' گوریلا ' اورانگ ' اور اوتان کی قسموں نے ظہور کیا - یہ تمام بندر انسان کے قریبی عم زاد ھیں - علماء اِس ترقی کی جزئیات میں کتنا ھی مختلف ھوں ' لیکن کوئی دو مستند عالـم بھی اِس معاملہ میں اختلاف نہیں رکھتے کہ انسان نے بندر ھی سے ترقی کی ھے - اور یہ ' کہ یہ ترقی ایک مسلم و ثابت حقیقت ھے - ڈاروین کا مذھب پچاس برس سے موجود ھے اور پوری طرح صحیح ثابت ھو چکا ھے ... "

" علم الحیات کے مباحث سے ثابت ھوچکا ھے کہ شر اور برائی کا میلان انسان کی طبیعت میں فطری ھے ' اور یہ اُس نے اپنے اسلاف سے ورثہ میں پایا ھے - یہ بالکل یقینی ھے کہ انسان ' ایک حیوان ھی ھو ' اور اپنے اعضاء اور روح میں بتدریج ترقی کرکے خالص حیوانیت سے اِس درجہ تک پہنچ گیا ھو - وہ کوئی دیوتا نہ تھا ' جو طہارت و تقوی کے لباس میں ملبوس ' آسمان ' سے زمین پر اتر پڑا ھو - انسان کی روحی ترقی ھی نے اُسے باقی تمام حیوانات سے ممتاز کردیا ھے "

" ھمیں ھمیشہ حق کی جستجو میں لگے رھنا چاھیے - جب کبھی کسی حقیقت پر سے پردہ اٹھے ' تو قدیم سے قدیم تقلیدی خیال کے بھی ترک کردینے میں ھمارے اندر کوئی پس و پیش نہیں ھونا چاھیے ' اور نہ اس تبدیلی پر کسی طرح کا رنج محسوس کرنا چاھیے "

جب کبھی کوئی حقیقت ظاھر ھوتی ھے ' تو ایک خاص قسم کے لوگ چلا اٹھتے ھیں : " ایمان خطرے میں پڑگیا ھے ! "

" لیکن میرا تاریخی مطالعہ مجھے بتاتا ھے کہ ایمان صرف اُس وقت خطرے میں ھوتا ھے ' جب عقل قید کردی جاتی ھے ' اور دماغ پر مہر لگا دی جاتی ھے - بعض لوگ کہتے ھیں " ھمیں مسیحی حقائق کو اُسی طرح محفوظ رکھنا چاھیے ' جس طرح ھمارے عقائد چلے آتے ھیں " لیکن میں من گھڑت حقائق کے وجود سے اپنی لا علمی کا صریح اعلان کرتا ھوں - بعض لوگ کہتے ھیں " جدید خیالات کفر و الحاد ھیں " لیکن میں کہتا ھوں " آج کا کفر ممکن ھے ' کل کا ایک راسخ دینی عقیدہ بن جائے ! "

" تمام وہ مسیحی جو تقلیدی بندشوں سے آزاد ھیں ' جانتے ھیں کہ مذھب نشوء و ارتقاء اور حقیقی مسیحی تعلیم میں کوئی نزاع نہیں ھے - کیونکہ خدا اپنی قدرت تدریجی ترقی میں بھی اُسی طرح ظاھر کرسکتا ھے ' جس طرح فوری تخلیق میں "

یہ پہلا موقعہ نہیں ھے کہ اِس موضوع پر اِس بشپ نے اظہار خیال کیا ھے - اب سے دو سال پہلے بھی اِسی قسم کے خیالات ظاھر کیے تھے - اُس زمانے میں امریکا کے پروفیسر سکوپس پر اس لیے مقدمہ چلایا گیا تھا ' کہ اُس نے ایک سرکاری مدرسہ میں اپنے شاگردوں کے سامنے ڈاروین کا مذھب پیش کردیا تھا - اِس مناسبت سے رسالۂ " نیچر " نے بشپ مذکور سے اِس مسئلہ کی نسبت استفتا کیا تھا - بشپ کا جواب حسب ذیل تھا :

" یہ جاھلانہ تعصب جس نے مذھب نشوء و ارتقاء کی تعلیم کو امریکا کے سرکاری مدارس میں ممنوع قرار دیدیا ھے ' ایک سخت مذموم تعصب ھے - میں آزادی خیال کا حامی ھونے کی حیثیت سے نہایت نا پسند کرتا ھوں کہ ایک انگلو سکسن جماعت قانون کے زور سے علم کی اشاعت روکے - میں ایک مسیحی ھونے کی حیثیت سے ھر ایسی تحریک کو انتہائی رنج و غم سے دیکھتا ھوں ' جو مسیحی دین کو معقول بنیادوں پر استوار کرنے سے روکتی ھے "

" بے شمار دلائل سے ثابت ھو چکا ھے ' اور متمدن دنیا میں ھر مستند عالم اس کا اعتراف کررھا ھے ' کہ انسان نے ایک ایسی مخلوق سے ترقی کی جو بندر سے مشابہ تھی ' انگلستان میں ھر روشن خیال مسیحی کا اعتقاد یہی ھے - یہاں کے تمام مشاھیر لاھوتی علماء بھی اسی رائے کو خیال صحیح سمجھتے ھیں - یہ اعتراف مسیحیت کو اور بھی زیادہ مستحکم کردے گا - کیونکہ یہ اُس روحانی اساس کو جو ھم مسیح سے اخذ کرتے ھیں ' اس درجہ معقول بنا دیتا ھے کہ کوئی بھی اُس سے انکار نہیں کر سکتا "

" ھم کتنا ھی انکار و مغالطہ کام میں لائیں ' مگر مسیح کی تعلیمات سے جو عہد جدید میں موجود ھیں ' ھرگز ثابت نہیں کرسکتے کہ عہد قدیم کی کتاب پیدائش حرف بحرف صحیح ھے - لوگ یہ بھول گئے کہ کتاب مقدس روحی حقائق کا خزانہ ھے ' نہ کہ تعلیم و تدریس کی کوئی علمی کتاب ھے - لوگ یہ مسیحی عقیدہ بھی بالکل بھول گئے کہ " روح القدس برابر لوگوں کی عقلیں وسیع کرتی رھیگی تاکہ وہ حق تک پہنچ سکیں " یہ لوگ حق کے جاننے سے ڈرتے ھیں ' کیونکہ سمجھتے ھیں ' حق کے اعتراف سے مسیحی عقیدہ کمزور ھوجائے گا - مگر یہ اُن کی غلطی ھے - علم کی اِس مقاومت کا نتیجہ اِس کے سوا اور کچھ نہیں ھو سکتا کہ ھزار ھا طالب علم ' مسیحیت کے دائرے سے یہ یقین کرتے ھوے نکل جائیں کہ مسیحیت کی بنیاد سراسر جہل و خرافات پر ھے ! "

کمیونزم یا اشتراکیت

کمیونیزم کے مداحوں کے بعض اقوال

اشتراکیت کا مطمح نظر ' خیر مشترک ھے (نارمن انجل)

اشتراکیت کی سب سے بہتر مجمل تعریف یہ ھے کہ وہ سوسائٹی کے مادی اقتصادی قوی کو منظم کرکے انسانی قوی کے ماتحت کر دینا چاھتی ھے (رامسے میکڈانلڈ)

اشتراکیت کی غرض بجز اسکے کچھہ نہیں ھے کہ انسان کیلیے ایک نیا عالمگیر ضمیر پیدا کردے (ولز)

اشتراکیت ' تعلیمات مسیح کی عملی صورت ھے - (چارلس امرن)

عملی اشتراکیت ' حد سے زیادہ سادہ چیز ھے - یعنی عالمگیر انسانی تعاون کا نظام ایک حکومت کے ماتحت (رابرٹ)

اشتراکیت ' ایک ایسی مثل اعلی ھے جسے ابتک دنیا کی آنکھوں نے نہیں دیکھا (ھاڈجس)

اشتراکیت ' عنقریب محنت کو اِس طور پر منظم کردیگی ' کہ ھر آدمی محسوس کرنے لگے گا ' وہ اپنے عمل سے پوری نوع انسانی کی خدمت کر رھا ھے (ووڈن) !

اشتراکیت کا مقصود یہ ھے کہ اعلی نظام جمہوری کے ساتھہ زمیں اور سرمایہ کو قوم کی ملکیت بنا دے (برٹرنڈ رسل)

تاریخ و عبر

تاریخ جنگ صلیبی کا ایک صفحہ

عربوں کے آتش بار آلہ

لوئی نہم کے مورخ کا چشم دید بیان

صلیبی جنگوں میں سب سے بڑی جنگ ساتویں جنگ تھی۔ یہ معلوم ہو کہ ان جنگوں میں مصر پیش پیش تھا، بلکہ اُسی پر پُورا بار تھا۔ لہذا صلیبی مجاہدوں نے خیال کیا کہ مسلمانوں کو شکست دینے کے لئے خود مصر پر حملہ کر دینا چاہئے۔ چنانچہ لوئی نہم شاہ فرانس کی زیر قیادت ایک عظیم فوج یورپ سے روانہ ہوئی اور ساحل "دمیاط" پر اُتار دی گئی جہاں دریائے نیل سمندر میں گرتا ہے۔

اس جنگ کی ایک مستند تاریخ انویل کی یادداشتوں میں ملتی ہے۔ یہ شخص لوئی نہم کا مصاحب اور اُس کی فوج کا سپہ سالار تھا۔ دمیاط کی جنگ میں یہ ہمیشہ بادشاہ کے ساتھ رہا۔ اُس کے بیانات چشم دید ہیں۔ بادشاہ کی وفات کے بعد اُس کے بیٹے لوئی دہم کا بھی مصاحب تھا۔ اُسنے بیوہ ملکہ کے حکم سے یہ کتاب لکھی تھی جیسا کہ دیباچہ میں ظاہر کیا ہے۔

یہ کتاب اُس عہد کی تاریخ کے لئے ایک نہایت قیمتی دستاویز ہے۔ تاریخ کی خوش قسمتی سے یہ ضائع نہیں ہوئی، اور شاہی کتبخانہ میں محفوظ رہی۔

انویل کے بیان میں سب سے اہم واقعہ، مصری فوجوں کی جنگی استعداد اور آتشی مادوں کی صلیبیوں پر بارش ہے۔ ان آتشی مادوں کو مورخ "یونانی آگ" سے تعبیر کرتا ہے۔ اس تعبیر کی بنیاد یہ ہے کہ یہ آگ فی الحقیقت یونانیوں ہی کی ایجاد ہے۔ قسطنطنیہ کی بیزنطینی سلطنت سب سے پہلے اس سے واقف ہوئی، اور صدیوں تک بطور ایک راز کے محفوظ رکھا۔ یہی وہ بے پناہ اسلحہ تھا جس کے ذریعہ اُسنے ۶۶۸ء اور ۷۱۶ء میں عربوں کو شکست دی تھی جنھوں نے قسطنطنیہ کا محاصرہ کر لیا تھا۔

بیزنطینیوں کو اس آتشی مادے کا پتہ قسطنطین چہارم کے عہد میں لگا۔ یعنی ساتویں صدی عیسوی میں۔ اور تقریباً ۴۰۰ برس تک تنہا وہی استعمال کرتے رہے۔ یہاں تک کہ گیارہویں صدی کے اواخر میں عربوں نے کسی ذریعہ سے اس کی حقیقت معلوم کر لی اور اپنی جنگوں میں استعمال کرنے لگے۔ جس طرح اس آگ نے بیزنطینیوں کے مقابلہ میں عربوں کو نقصان پہنچایا تھا، اُسی طرح عربوں کے مقابلے میں صلیبیوں کے لئے مہلک ثابت ہوئی۔ عربوں نے اس اسلحہ کو قدیم یونانی طریقہ سے زیادہ مکمل اور دُور رس بنا دیا تھا۔

۱۲۴۹ء (۶۴۷ھ) میں صلیبی، دمیاط کی سرزمین پر آتے یہ زمانہ، ملک صالح بن کامل کی حکومت کا تھا۔ بادشاہ اُسوقت بیمار تھا۔ لوئی نہم نے اُسے سخت تہدید آمیز خط لکھا، اور مسیحی قوموں کے نام پر مطالبہ کیا کہ مصر اُس کے حوالہ کر دے۔ مصری بادشاہ نے قاضی بہاء الدین زہیر سے جواب لکھوایا۔ یہ تاریخی جواب تاریخ کے صفحات میں اب تک محفوظ ہے!

ملک صالح کی بیماری کی وجہ سے دمیاط کی مدافعت نہیں کیجا سکی اور صلیبیوں نے اُس پر قبضہ کر لیا۔ اسلامی لشکر، مقام منصورہ میں جمع ہوا، اور بادشاہ کی وفات کے بعد ہی حملہ شروع کر دیا۔ اس حملہ میں سب سے زیادہ خوفناک حربہ وہی "یونانی آگ" تھی، جس کی ہولناکی کا حال ہم اس مورخ کی زبانی نقل کرتے ہیں۔

وہ لکھتا ہے:

"ایک رات جبکہ ہم اپنے برجوں کی حفاظت میں سرگرم تھے مسلمان میدان جنگ میں ایک ایسا آلہ لائے، جسے اب تک اُنھوں نے استعمال نہیں کیا تھا۔ پھر اس آلہ کے ذریعہ یونانی آگ برسانا شروع کر دیا۔ آقائے نامدار والٹر دو کیری نے، جو میرے قریب ہی کھڑے تھے، یہ دیکھ کر کہا:

"بھائیو! اسوقت ہم ایک ایسے خطرے کے سامنے ہیں، جیسا ہمیں کبھی پیش نہیں آیا۔ اگر مسلمان ہمارے برجوں میں آگ لگا دینگے تو بڑی ہی مشکل پیش آئے گی۔ اگر ہم یہاں کھڑے رہیں گے تو جلکر خاک سیاہ ہو جائیں گے۔ اگر ہٹ جائیں گے تو قلعے دشمن کے ہاتھوں میں چلے جائیں گے اور ابدالآباد تک ہماری ذلت و رسوائی ہو جائے گی۔ لہذا اب اس کے سوا چارۂ کار نہیں کہ اپنے مہربان خدا کو پکاریں، اور اُس سے عزت و سلامتی کی دعائیں کریں۔ صرف وہی ہمیں بچا سکتا ہے"

چنانچہ ہم نے اس دانشمندانہ رائے پر عمل کیا۔ جب ہم پر آگ کی پہلی بارش ہوئی اور برج میں ہمارے سامنے آکر گری، تو ہم نے خداوند کے حضور سجدہ کیا اور نالہ و زاری کرنے لگے۔ آگ بجھانے والے پاس کھڑے تھے، اور بڑی مستعدی سے اپنا کام کر رہے تھے۔

یونانی آگ کی کیفیت یہ ہے کہ وہ ایک عظیم مرتبان کی صورت میں سیدھی نکلتی ہے۔ لمبے نیزے کی طرح ایک بڑی سی دُم اُس کے پیچھے ہوتی ہے۔ اُس کی آواز، بجلی کی کڑک کی طرح ہولناک ہوتی ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے کوئی جناتی درندہ ہوا میں اُڑا چلا آتا ہے۔ روشنی اتنی تیز ہوتی ہے کہ رات کی تاریکی میں دن نکل آتا ہے۔ مسلمانوں نے پھر یہ آگ اُس رات تین مرتبہ بڑے بڑے اسلحوں سے پھینکی اور چار مرتبہ چھوٹے اسلحوں سے۔

ہمارا مقدس بادشاہ جب سُنتا کہ یونانی آگ آرہی ہے تو اپنے فرش سے اُتر کر زمین پر کھڑا ہو جاتا اور ہمارے نجات دہندہ خداوند یسوع کی طرف ہاتھ اُٹھا کر چلاتا "اے آقا! معبود عظیم! اپنے خادموں کو بچا لے!" مجھے یقین ہے کہ بادشاہ کی دعاؤں سے ہمیں بہت فائدہ پہونچا۔ جب جب آگ آکر گرتی تھی، یہ مقدس بادشاہ فوراً آدمی بھیجکر معلوم کرتا تھا کہ آگ نے کیا کیا اور ہماری حالت کیا ہے؟

ایک رات ایسا ہوا کہ آگ اُس برج کے قریب آکر گری جس کی حفاظت ایک افسر دی کورتنی نامی کے ذمہ تھی۔ فوراً ایک سوار دوڑ کر میرے پاس آیا اور کہنے لگا "اگر آپ فوراً مدد پر نہیں آئیں گے تو ہم سب جل کر راکھ ہو جائینگے۔ کیونکہ مسلمانوں نے بہت بڑی تعداد میں آگ پھینکنا شروع کر دی ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ہوا میں آگ کا دریا ہم پر اُمڈا چلا آتا ہے!"

میں دوڑ کر گیا۔ واقعی سوار کا بیان بالکل درست تھا۔ ہم نے فوراً آگ بجھا دی۔ لیکن ابھی ہم فارغ ہی ہوئے تھے کہ مسلمانوں نے پھر بڑی شدت سے آتش باری شروع کر دی۔

بادشاہ کے بھائی، دن کے وقت برجوں کی حفاظت کیا کرتے تھے۔ وہ برجوں پر چڑھ گئے تاکہ مسلمانوں پر تیر برسائیں۔ بادشاہ نے یہی طے کیا تھا کہ رات کو برجوں کی حفاظت ہم لوگ کریں اور دن کو شاہ سسلی۔ ایک دن ایسا ہوا کہ شاہ سسلی پہرے پر تھا۔ اچانک مسلمانوں نے اپنی منجنیقوں سے بہت سخت حملہ کر دیا اور تمام برج تقریباً توڑ ڈالے۔ اُنھوں نے یہی نہیں کیا، بلکہ دن دوپہر کو یونانی آگ کے آلے بھی نصب کر دیئے۔ حالانکہ اب سے پہلے ہمیشہ رات ہی کو اُن سے کام لیتے تھے۔ اب آگ برسنے لگی۔ اس سے بھی بڑھ کر یہ کہ پل کے قریب بھی منجنیقیں لگا دیں۔ پل، مزدور بنا رہے تھے۔ اب یہ حالت ہو گئی کہ کوئی آدمی نہ پل کے قریب جا سکتا تھا، نہ برجوں کے قریب پہنچ سکتا تھا۔ کیونکہ ایک طرف بہت بڑے بڑے پتھر برس رہے تھے۔ دوسری طرف آگ کا طوفان برپا تھا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ برج جل گئے۔ شاہ سسلی غصہ سے کانپنے لگا۔ آگ بجھانے کے لئے وہ خود آگ کے اندر کودنا چاہتا تھا مگر اُسے پکڑ لیا گیا!

بادشاہ نے جب یہ حالت دیکھی، تو تمام سرداروں سے درخواست کی کہ تھوڑی تھوڑی لکڑی اپنے اپنے جہازوں سے منگا دیں، تاکہ ایک نیا برج طیار کیا جائے اور نہر کو عبور کیا جا سکے۔

پھر بادشاہ نے حکم دیا کہ یہ برج اُسوقت چلایا جائے جب شاہ سسلی کی باری ہو، تاکہ پچھلی شکست کا غم اُس سے دُور ہو جائے۔ چنانچہ یہی کیا گیا، اور برج اُس مقام پر پہنچایا گیا جہاں دوسرے برج جل گئے تھے۔

مسلمانوں نے یہ دیکھ کر اپنی ۱۶ منجنیقیں نصب کر دیں اور یکبارگی سب کے دہانے کھول دیئے۔ جب اُنھوں نے دیکھا کہ ہمارے آدمی خوف زدہ ہو گئے ہیں تو فوراً یونانی آگ برسانا شروع کر دی اور نیا برج بھی جل کر راکھ ہو گیا"!

اسی طرح یہ مورخ بڑی تفصیل سے دوسرے تمام معرکوں میں بھی اس "یونانی آگ" کا ذکر کرتا ہے۔ حتیٰ کہ اس کے بیان کے مطابق ایک مرتبہ یہ آگ پورے مسیحی لشکر پر پھیل گئی تھی اور خود بادشاہ کا خیمہ بھی جلا ڈالا تھا!

مشرق میں بیزنطینیوں کے بعد سب سے پہلے مصر اور شام کے مسلمانوں نے یہ آگ استعمال کی۔ پھر دوسری اسلامی سلطنتوں نے بھی اسے معلوم کر لیا۔ چنانچہ مراکش اور تیونس میں بھی یورپین حملہ آوروں کے مقابلے میں [illegible] نے استعمال کیا تھا۔ اسپین میں بھی مسلمان اسے لے گئے اور چودھویں صدی کی جنگوں میں برابر مشہور رہی۔

ہندوستان اور مجموعہ عالم

تمام دنیا میں جغرافیائی، عمرانی اور اقتصادی لحاظ سے ہندوستان کی موجودہ حیثیت کیا ہے؟

(۴)

برطانی ہندوستان کی سرکاری آمدنی اور خرچ سنہ ۲۴ و ۲۵ء میں

مد	مجموعی آمدنی	مجموعی خرچ
چنگی	۴۵۷۵۳۱۵۱۶	۷۷۱۲۲۹۰
انکم ٹیکس	۱۶۰۱۴۸۲۵۳	۶۰۳۷۵۳۱
نمک	۷۳۹۰۴۸۶۰	۱۲۰۲۰۷۲۰
افیون	۳۷۹۷۶۱۷۷	۲۳۵۵۷۱۲۷
لگان	۳۷۸۰۷۴۸	۱۱۲۶۶۹۵
شراب	۴۱۹۹۲۳۹	۲۲۸۲۰۶
سٹیمپ	۳۶۸۹۶۸۹	۱۱۹۷۸۷
جنگل	۱۶۱۴۶۹۸	۳۱۱۶۱۶۶
رجسٹریشن	۱۶۴۳۹۲	۲۹۰۵۳
ہندوستانی ریاستوں کا خراج	۸۲۴۴۳۸۴	.....
ریلوے	۳۶۹۲۶۸۷۱۰	۳۰۴۴۵۳۰۱۵
آب پاشی	۱۰۹۱۹۲۵	۲۱۴۳۷۵۱
ڈاک اور تار	۱۱۳۵۰۸۷	۳۷۷۲۱۸۰
سود	۳۴۱۰۰۲۶۵	۱۸۶۸۲۲۸۵۷
شہری انتظام	۷۳۹۷۵۳۳	۱۰۱۲۵۹۱۰۳
ٹکسال اور شرح مبادلہ	۳۹۹۳۲۸۹۴	۷۱۴۱۰۷۹
رفاہ عام	۱۳۲۱۳۶۳	۱۷۷۷۲۸۷۵
متفرقات	۴۵۸۹۶۷۱	۴۳۵۳۱۸۶۱
فوج	۴۰۳۱۱۶۵۹	۵۹۶۶۵۱۸۷۷
صوبوں کا خراج	۸۷۴۴۶۸۱۳	......
میزان کل	۱۳۷۵۳۱۸۱۱۹	۱۳۱۸۴۹۲۴۳۱

صوبوں کی سرکاری آمدنی اور خرچ سنہ ۲۴ و ۲۵ء میں

صوبہ	آمدنی	خرچ
مدراس	۱۲۷۹۰۳۱۵۸	۱۳۰۸۵۰۴۷۲
بمبئی	۱۴۹۹۱۷۶۷۱	۱۴۷۲۵۶۷۹۱
بنگال	۱۰۳۴۲۳۷۱۰	۹۷۶۰۱۷۳۸
یو،پی	۹۹۹۵۳۱۱۵	۱۰۳۲۳۹۰۷۸
پنجاب	۹۷۷۷۱۸۴۰	۷۹۷۳۴۷۹
برما	۹۸۵۷۶۲۲۹	۹۸۶۷۳۵۵۵
بہار و اڑیسہ	۵۳۶۵۲۳۶۷	۵۱۳۱۲۳۹۲
سی،پی	۵۲۵۳۴۲۱۰	۴۸۲۵۵۵۴
آسام	۲۳۰۴۸۶۶۱	۲۰۰۲۸۷۵۳

ہندوستانی صوبوں کی شراب اور منشی اشیاء میں سرکاری آمدنی، سنہ ۱۹۲۵ء میں

صوبہ	شراب کی دکانیں	دیگر منشی اشیاء کی دکانیں	آمدنی شراب	آمدنی منشیات
صوبہ سرحدی	۷۴	۱۸۲	۲۳۷۵۳۵	۳۰۰۶۶۴
مدراس	۱۹۸۷۸	۱۰۲۸	۴۴۵۸۲۰۹۱	۴۱۰۹۸۷۶
بمبئی	۶۲۱۰	۱۶۰۹	۳۵۰۶۵۷۵۴	۵۹۸۰۴۶۰
بنگال	۲۵۵۸	۲۳۸۹	۱۳۳۴۵۶۲۲	۸۰۵۷۲۲۷
یو،پی	۴۳۴۹	۲۹۴۶	۷۵۲۷۵۲۹	۵۶۴۶۲۲۴
پنجاب	۱۵۲۵	۱۱۷۸	۷۴۷۸۸۲۹	۴۴۵۴۳۱۲
برما	۱۲۵۶	۱۲۳	۷۶۹۹۸۶۸	۳۶۸۱۷۳۹
بہار و اڑیسہ	۷۹۳۹	۲۳۰۷	۱۱۷۳۶۴۲۵	۵۸۵۹۳۶۰
سی،پی اور برار	۲۳۵۴	۲۰۱۹	۱۰۵۵۸۶۰۷	۴۳۸۱۳۷۱
آسام	۳۰۸	۵۵۵	۱۸۹۸۱۵۴	۴۷۳۴۹۰۱
دہلی	۲۲	۱۹	۱۳۵۰۳۰	۲۵۲۵۰۸
کورگ	۸۱	۱۰	۲۷۲۸۶۱	۱۶۴۲۴

برطانی ہندوستان میں نمک کی سرکاری آمدنی

صوبہ	سنہ ۲۱ و ۲۲	سنہ ۲۲ و ۲۳	سنہ ۲۳ و ۲۴	سنہ ۲۴ و ۲۵
شمالی ہندوستان	۱۸۴۷۰۹۵۷۲	۱۳۹۴۸۸۲	۳۱۸۰۶۸۶۹	۱۰۷۰۵۳۶۸
بلوچستان	۱۸۵	۱۲۰	۳۱۰	۳۶۲
مدراس	۱۳۰۹۰۱۷۶۴	۱۵۱۷۵۹۷۵	۲۱۳۶۲۹۹۶	۱۸۹۹۱۷۲۷
بمبئی	۱۲۱۳۵۵۹۶	۱۲۲۲۰۷۴۲	۲۲۶۷۹۷۰۲	۱۷۲۳۳۹۰۲
بنگال	۱۷۰۵۷۷۵۶۹	۱۸۴۱۰۸۹۲	۱۸۱۶۱۵۲۳	۲۳۵۹۰۸۹۷
برما	۲۰۲۴۵۷۲۳	۳۰۴۳۰۱۳	۶۱۳۹۱۸۷	۳۲۸۱۰۰۰
بہار و اڑیسہ	۲۲۹	۴۸۸	۲۷۸	۴۵۰
آسام	...	...	...	۱۱۸۴
میزان	۶۳۴۳۷۸۴۸	۶۸۲۴۶۱۱۲	۱۰۰۱۵۰۸۷۰	۷۳۹۰۴۸۶۰

ہندوستان کا قرضہ سنہ ۱۹۲۴ و سنہ ۲۵ء میں

مرکزی حکومت

اندرونی قرضہ: ۳۱۳۶۰۰۵۱۷۵ - روپیہ
انگلستان سے لیا گیا: ۳۴۱۰۴۴۳۰ - پاؤنڈ
میزان کل: ۸۲۵۱۶۱۴۶۲۴ - روپیہ

صوبوں پر

۱۲۱۹۲۵۵۲۱۰ - روپیہ

ہندوستان کی تجارت سنہ ۱۹۲۲ء میں

درآمد

مجموعی درآمد ۲۶۶۲۴۶۳۰۰۰ روپیہ

تفصیل

لوہا اور آہنی مصنوعات	×	۲۱۱۳۳۸۰۰۰
دوسری دھاتیں اور انکی ـ		۵۳۷۵۰۰۰۰
کوئلہ		۲۲۴۷۰۰۰
مشین اور بجلی کے آلات		۲۴۴۹۱۱۰۰

		درآمد
مجموعی درآمد:		”

تفصیل

ریلوے کا سامان	×	۱۸۹۱۰۶۰۰۰
ظروف		۶۵۲۹۳۰۰۰
سوت		۷۱۳۴۲۷۰۰۰
ریشم		۲۳۴۵۴۰۰۰
خام ریشم		۱۵۷۸۸۰۰۰
شکر		۲۷۵۰۲۸۰۰۰
غلہ اور آٹا		۵۴۳۲۰۰۰
کیمیاوی اجزاء، رنگ اور سمیات وغیرہ		۶۲۰۸۸۰۰۰
روغن، سبزی اور مویشی		۹۳۵۱۱۰۰۰
کاغذ		۳۰۳۴۷۰۰۰
شیشہ اور مٹی کا سامان		۵۱۲۷۰۰۰
صابن		۱۳۲۴۸۰۰۰
تباکو		۲۲۶۱۸۰۰۰
دیاسلائی		۲۲۶۱۸۰۰۰
شراب		۳۵۴۸۷۰۰۰

مجموعی برآمد: برآمد ۲۹۹۱۶۱۹۰۰۰ روپیہ

تفصیل

روئی	۷۱۰۹۹۱۰۰۰
جوٹ	۶۳۱۲۴۰۰۰
سوت	۱۳۱۵۹۳۰۰۰
اون خام	۴۴۴۳۰۰۰
غلہ اور آٹا	۵۳۰۰۰۰۰۰
چائے	۲۲۰۴۰۰۰۰۰
خام چمڑا	۵۷۰۶۰۰۰۰
مدبوغ چمڑا	۵۰۵۷۱۰۰۰
بیج	۲۷۳۵۲۸۰۰۰
لیس	۱۰۲۶۵۲۰۰۰
روغن، سبزی وغیرہ	۳۱۹۰۸۱۰۰۰
کیمیاوی اجزاء، سمیات اور دوائیں	۳۵۱۳۰۰۰
ابرک وغیرہ	۵۸۶۴۰۰۰۰

دُنیا کے بڑے بڑے تجارتی ملکوں کی تجارت کا تناسب

سنہ ۱۹۲۲ء میں

(بحساب ملین پونڈ۔ ایک ملین، دس لاکھ کا ہوتا ہے)

ملک	برآمد	درآمد	میزان
جنوبی افریقہ	۶۰/۳	۱۵/۶	~~۱۱۱/۹~~ ۷۵/۹
کوبا	۷۳/۱	۴۰/۷	۱۱۳/۸
برازیل	۶۸/۶	۴۸/۶	۱۱۷/۲
ڈنمارک	۵۸/۷	۱۷/۱	~~۱۲۹/۸~~ ۷۵/۸
سویڈن	۶۸/۰	۶۸/۷	۱۳۶/۷
آسٹریا	۴۳/۶	۶۶/۳	۱۰۹/۹
زیکوسلاویا	۹۱/۶	۶۴/۷	۱۵۶/۳
اسپین	۵۰/۸	۱۰۶/۲	۱۵۷
سوئٹزرلینڈ	۷۶/۲	۸۲/۸	۱۵۹
میکسیکو	۹۷/۰	۶۷/۶	۱۶۴/۶
ڈچ ایسٹ انڈیز	۹۹/۳	۶۵/۸	۱۶۶/۶
اسٹریلیا	۱۲۷/۸	۱۰۳/۱	۲۳۰/۹
روس	۸/۶	۲۹/۳	۳۷/۹
بلجیم	۱۰۵/۰	۱۵۷/۲	۲۶۲/۲
ارجنٹائن	۱۲۴/۷	۱۳۹/۴	۲۶۴/۱
اٹلی	۱۰۳/۸	۱۷۰/۶	۲۷۳/۴
ہالینڈ	۱۰۵/۴	۱۷۶/۲	۲۸۱/۶
چین	۱۲۲/۸	۱۷۷/۲	۳۰۰/۰
کنیڈا	۱۹۸/۲	۱۷۰/۸	۳۶۹/۰
جاپان	۱۷۹/۵	۲۰۷/۳	۳۸۶/۸
جرمنی	۱۹۴/۳	۳۰۳/۵	۴۹۷/۸
فرانس	۳۷۷/۹	۴۷۳/۵	~~۸۱۵/۴~~ ۸۵۱/۴
ولایات متحدہ امریکہ	۸۶۶/۰	۸۲۸/۰	۱۶۹۴/۰
برطانیہ	۸۲۳/۲	۱۰۰۳/۱	۱۸۲۶/۳
ہندوستان	۱۸۰/۹	۱۵۷/۴	۳۳۸/۳

چاول

دنیا میں چاول کی پیداوار (سنہ ۱۹۲۲ء)

ملک	رقبہ بحساب ایکٹر
ہندوستان	۸۰۷۸۷۰۰۰
بلغاریہ	۱۰۰۰۰
مصر	۲۳۱۰۰۰
فارموسا	۱۳۱۰۰۰۰
اٹلی	۳۴۰۰۰۰
انڈو چائنا	۱۱۷۸۲۰۰۰
جاپان	۷۶۹۹۰۰۰
اسپین	۱۱۶۰۰۰
ولایات متحدہ امریکہ	۸۹۲۰۰۰

برطانی ہندوستان میں چاول کی پیداوار (سنہ ۱۹۲۴ء)

صوبہ	رقبہ بحساب ایکٹر	پیداوار بحساب ٹن
بنگال	۲۰۸۶۸۷۰۰	۴۹۰۸۰۰۰
مدراس	۱۰۸۷۰۲۴۰	۴۹۰۸۰۰۰
بمبئی	۳۰۶۲۵۷۷	۱۳۹۶۰۰۰
یوپی	۷۱۰۵۴۱۷	۲۲۷۵۰۰۰
پنجاب	۷۷۹۶۲۷	۳۲۷۰۰۰
بہار اڈیسہ	۱۴۵۴۲۰۰۰	۶۰۲۳۰۰۰
برما	۱۲۱۱۲۲۹۶	۵۰۶۷۰۰۰
سی پی اور برار	۵۱۷۱۱۳۰۸	۱۱۷۴۰۰۰
آسام	۴۶۸۴۳۱۷	۱۵۰۷۰۰۰

ہندوستان میں چاول کے کارخانے

برما	۳۱۹	کارخانے
مدراس	۱۳۰	”
بنگال	۶۲	”

چاول کی برآمد

ہندوستان سے سالانہ تقریباً ۷ کروڑ من چاول باہر چلا جاتا ہے۔

بریدِ شرق

مکتوبِ قسطنطنیہ

(الہلال کے مقالہ نگار مقیم قسطنطنیہ کے قلم سے)

غازی کے تاریخی خطبہ کا بقیہ حصہ۔ مسئلۂ خلافت۔ خطبہ کا عام اثر۔ جمہوری ترکی کا آئندہ مسلک۔ ترکی کی نئی مردم شماری۔

غازی مصطفےٰ کمال پاشا کے تاریخی اور ہفت روزہ خطبہ کا بڑا حصہ گذشتہ چٹھی میں بھیج چکا ہوں۔ اب خطبہ کے صرف دو ضروری حصے باقی ہیں۔ "مسئلہ خلافت" اور "خاتمۂ کلام"۔

مسئلہ خلافت کے سلسلہ میں غازی نے جو کچھ بیان کیا، وہ اُن کی تقریر کا نہایت اہم حصہ ہے۔ کیونکہ یہ پہلا موقعہ ہے کہ موجودہ ترکی حکومت کے سب سے بڑے آدمی نے صاف صاف لفظوں میں بیان کر دیا کہ کون کون لوگ موقوفیٔ خلافت کے مخالف تھے اور کون موافق تھے۔ پہلے خیال کیا گیا تھا کہ مخالفین موقوفی میں سب سے زیادہ نامور شخصیت رؤف بے کی تھی۔ اب خود غازی کی زبان سے بھی اسکی تصدیق ہو گئی۔

مسئلہ خلافت کے بعد اُنھوں نے اُن رقوم کے داخل و مصارف کی تفصیلاً بیان کیں جو وطنی تحریک کے شروع ہونے کے بعد سے لیکر اُن کے رئیس جمہوریت منتخب ہونے تک اُن کے اور اُنکے ساتھیوں کے تصرف میں آئی تھیں۔ ممکن ہے، آپکے قارئین خیال کریں کہ ایک عظیم الشان رئیس جمہوریت کے لئے یہ بہت ہی ناموزوں بات تھی کہ کسی سکریٹری اور خزانچی کی طرح ایک ایک پیسہ کا حساب پیش کرے، لیکن یہاں ترکی رائے عامہ نے اسے دوسرے ہی نقطۂ خیال سے دیکھا ہے۔ تمام اخبارات نے بالاتفاق اسے خطبہ کا ایک وقیع اور موثر حصہ قرار دیا ہے۔ وہ کہتے ہیں، اس طرز عمل کے ذریعہ غازی مصطفےٰ کمال نے ہمیں یہ سبق سکھلا دیا ہے کہ قوم کا رہنما قوم کا امین ہے، اور ہر حال میں اُس کا فرض ہے کہ قومی امانت کا حساب، پیسہ پیسہ اور پائی پائی قوم کے سامنے پیش کر دے۔ اس بات سے کہ قوم نے اپنے رہنما کو اپنی حکومت کا بڑا سے بڑا منصب پیش کر دیا ہے، امین قوم ہونے کی ذمہ داریاں معدوم نہیں ہو جاتیں، بلکہ اور زیادہ بڑھ جاتی ہیں!

خاتمۂ کلام میں انھوں نے ایک اور حقیقت بھی آشکارا کر دی انھوں نے کہا کہ ان کی رہنمائی اور ریاست کے زمانے میں قوم نے اُنھیں جسقدر بھی مکانات اور اراضی دی ہیں، یا جس قدر جائداد اُنھوں نے اپنے جیب خاص سے خریدی ہے، وہ سب کی سب اُنھوں نے "قومی جماعت" کے نام منتقل کر دی ہے، اور اب اُنکے پاس قوم کی خدمت اور محبت کے سوا، کوئی جائداد اور ملکیت باقی نہیں!

خلافت کی موقوفی

مسئلہ خلافت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اُنھوں نے کہا:

"لوزان میں کامیابی حاصل کرنے کے بعد ابھی عصمت پاشا انگورہ پہنچے بھی نہ تھے کہ رؤف بک وزارت سے مستعفی ہو گئے۔ تاکہ عصمت پاشا کو مبارکباد دینے سے بچ جائیں۔ استعفا دیدینے کے بعد وہ خاموش نہیں رہے بلکہ خلیفہ کا اقتدار بڑھانے کی کوششیں کرنے لگے، حالانکہ ملک میں عام رجحان، جمہوریت کی طرف پیدا ہو چکا تھا۔ رؤف بک کی جگہ فتحی بک وزیر اعظم ہوئے اور طویل مباحثہ کے بعد طے پایا کہ پایۂ تخت، انگورہ ہی رہے۔ مگر مخالف جماعت مصر تھی کہ آستانہ واپس جانا چاہئے۔

لہذا اب ضروری ہو گیا کہ اس تمام جھگڑے کا ایک مرتبہ فیصلہ ہی کر دیا جائے۔ چنانچہ میں نے ۲۸ر اکتوبر کو اپنے ساتھیوں کو اطلاع دی کہ اعلان جمہوریت کے لئے تمام تدابیر مکمل ہو گئی ہیں۔ دوسرے دن جمہوریت کا اعلان ہو گیا، اور آدھی رات کو تمام ملک میں خبر مشتہر کر دی گئی عصمت پاشا پہلی جمہوری وزارت کے صدر مقرر ہوئے، اور فتحی بک مجلس وطنی کے رئیس قرار پائے۔

پوری ترکی قوم نے اعلان جمہوریت، انتہائی مسرت کے ساتھ سنا مگر مخالف جماعت سخت برہم ہوئی، اور اخبارات میں اپنی دعایتہ وسیع پیمانہ پر شروع کر دی۔ اس جماعت کے سرگردہ رؤف بک، رفعت پاشا، ڈاکٹر عدنان بک، کاظم قرہ بکر پاشا، اور علی فواد پاشا تھے۔ یہ لوگ شب و روز مخالف کوششوں میں سرگرم تھے۔ یہ مشہور کرتے تھے کہ خلافت وہ رفیع مقام ہے، جس کا تمام جہان کے مسلمان احترام کرتے ہیں۔ وہ ترکی قوم کا سب سے زیادہ قیمتی خزانہ ہے، لہذا اُسکے اقتدار میں کسی قسم کی کمی نہیں کرنی چاہئے، نیز انھوں نے یہ بھی کہنا شروع کیا کہ ترکستان میں انور پاشا، خلیفہ ہی کے نام پر جنگ کر رہے ہیں۔ ان لوگوں کی کوشش یہ تھی کہ ملک میں پھر شاہی دستوری حکومت کی طرف لوٹا دیا جائے۔

ذاتی طور پر رؤف بک کی رائے یہ تھی کہ اقتدار قوم ہی کے ہاتھ میں رہے مگر حکومت کے سر پر آل عثمان کا کوئی فرد ضرور رہنا چاہئے لطف یہ ہے کہ باوجود اس خیال کے وہ ہماری جماعت کے ایک رکن ہونے کے بھی مدعی تھے۔ یقیناً اُن کی نیت اس کے سوا کچھ نہ تھی کہ ہم میں رہکر ہم میں پھوٹ ڈال سکیں۔

اب یہ واضح ہو گیا تھا کہ آستانہ میں خلافت کا باقی رہنا مشکلات کا موجب ہوگا، لہذا میں سمجھ گیا اور یقین کر لیا کہ منصب خلافت کی منسوخی کا وقت آ گیا ہے۔ پھر میں نے عصمت پاشا، فوزی پاشا، اور کاظم پاشا سے مشورہ کیا۔ یہی رائے قرار پائی کہ منصب خلافت منسوخ کر دیا جائے۔ چنانچہ یکم مارچ ۱۹۲۴ء کو مجلس وطنی میں حسب ذیل تجویز پیش ہوئی:

(۱) منصب خلافت منسوخ کیا جائے اور خاندان عثمانی کو ترکی سے باہر قیام کرنے کا حکم دیا جائے۔

(۲) امور شرعیہ اور اوقاف کی وزارتیں توڑ دی جائیں۔

(۳) ملک بھر میں تعلیم کا ایک ہی نظام جاری کیا جائے۔

یہ تجویز، مباحثہ کے بعد منظور ہو گئی۔ لیکن اُسی وقت مجھ سے درخواست کی گئی کہ منصب خلافت میں اپنے لئے قبول کر لوں مگر میں نے ان لفظوں میں انکار کر دیا:

"دوستو! جو لوگ مسلمانوں کو خلیفہ اور خلافت کے نام سے دھوکا دینا چاہتے ہیں، وہ اسلام اور مسلمانوں کے عام طور پر، اور ترکی قوم کے خاص طور پر سخت دشمن ہیں۔ اب خلافت کا کوئی عملی اور حقیقی وجود باقی نہیں رہا ہے۔ ان اوہام پر لیٹنا، سراسر غفلت و ضلالت ہے!"

اس طرح مخالف جماعت کو پوری شکست نصیب ہوئی۔ اُنھوں نے بڑی بڑی کوششیں کیں۔ کئی علاقوں میں شورشیں بھی برپا کرا دیں۔ مگر ہم نے سب کا سدباب کر دیا۔ جب ان لوگوں نے دیکھا کہ اُن پر تمام دروازے بند ہو چکے ہیں، تو پھر میرے قتل کی سازش شروع کر دی یہ کہنا ضروری نہیں کہ ان سازشوں میں بھی یکے بعد دیگرے ناکام ہوئے۔

خاتمۂ سخن

غازی نے اپنی تقریر ان الفاظ پر ختم کی:

"نوجوان ترکی! تیرا سب سے پہلا فرض یہ ہے کہ ترکی استقلال کی حفاظت کر اور ابدالآباد تک جمہوریت برقرار رکھ!"

یہ کہتے ہوئے غازی کی آواز غمناک ہو گئی۔ آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ پھر اُنھوں نے کہا:

"یہی میری زندگی کا اصل الاصول ہے۔ یہی میرے مستقبل کا نصب العین ہے۔ اے نوجوان قوم! یہی تیرا سب سے زیادہ قیمتی خزانہ ہے۔ ایسے لوگ پیدا ہو سکتے ہیں جو مستقبل میں اس خزانہ کی طرف ہاتھ بڑھائیں، تاکہ تجھے اُس سے محروم کر دیں۔ اگر ایسی صورت کبھی پیش آئے اور تو اپنی آزادی اور جمہوریت کی حفاظت پر مجبور ہو جائے تو ایک لمحہ کے لئے بھی پس و پیش نہ کرنا۔ ممکن ہے، حالات از حد ناسازگار ہوں، ممکن ہے دشمن دنیا کی بے نظیر فتحمندی حاصل کر چکا ہو، ممکن ہے تیرے تمام قلعے دشمن کے ہاتھوں میں جا چکے ہوں، ممکن ہے تیری تمام فوجیں پراگندہ ہو چکی ہوں، ممکن ہے تیری تمام زمینیں چھن گئی ہوں، بلکہ میں کہتا ہوں، ممکن ہے اس سے بھی زیادہ کوئی بڑی مصیبت تیرے سامنے آ کھڑی ہو۔ لیکن ان تمام مصائب پر بھی تیرا فرض یہی ہوگا کہ ترکی استقلال اور ترکی جمہوریت کی حفاظت میں لگاتار جان دیتی رہے۔ تجھے جس قوت کی ضرورت ہے، وہ کہیں باہر نہیں ہے، خود تیرے خون میں موجود ہے۔ وہ خون جو اے حضرات! آپ سب کی رگوں میں دوڑ رہا ہے!"

اس کے بعد غازی نے اُس تمام روپیہ کا حساب پیش کیا جو اُنکے ہاتھ میں شروع سے ابتک آیا ہے۔ پھر اس عبارت پر تقریر ختم کر دی:

"اس رقم کے علاوہ میرے پاس وہ مکان ہے جو انگورہ کے باشندوں نے مجھے ہدیتہً دیا تھا۔ نیز بروسہ، طرابزون، ارض روم انطاکیہ، قونیہ، اور سمرنا میں بھی ایک ایک مکان وہاں کے باشندوں نے مجھے دیا ہے۔ نیز وہ زمین بھی ہے جو میں نے انگورہ کے مضافات میں خریدی ہے مگر یہ تمام جائداد، میری نہیں ہے۔ میں اسے "خلق فرقہ سی" (جمہوری پارٹی) کو دے چکا ہوں!"

غازی مصطفےٰ کمال پاشا کے خطبہ کا اثر

بہت سے لوگوں کا خیال تھا کہ اس خطبہ سے اُن تمام لوگوں کو

سخت تکلیف پہنچے گی، جن کا ذکر مخالفانہ طریقہ پر کیا گیا ہو۔ لیکن اب تک صرف تین ہی آوازیں مخالفت میں بلند ہوئی ہیں: ایک اندرون ملک سے۔ دو باہر سے۔ اندرون ملک میں محمود پاشا جو رول صوی کی آواز ہو۔ بیرون ملک سے خالدہ ادیب ہانم نے اعتراض کیا ہو اور اخبار لنڈن ٹائمس نے شکایت کی ہو جو گویا برطانیہ کی آواز ہو۔

محمود پاشا کی نسبت غازی نے اپنے خطبہ میں کہا تھا کہ اُنھوں نے ۱۹۱۹ء میں اخبار "باسفورس" کے نمائندے سے کہا "ٹرکی اپنی سرحدوں میں ایسی تبدیلی کر دینے پر راضی ہو، جس سے ارمنی خوش ہو جائیں"

محمود پاشا نے اس سے انکار کیا ہو۔ وہ لکھتے ہیں "میں نے ۲۴ مارچ ۱۹۱۹ء کو اخبار "استقلال" کے نمائندہ سے بیان کیا تھا کہ ترکی قوم اپنی سرزمین کا ایک بالشت بھی چھوڑنے کے لئے طیار نہیں ہو"

محمود پاشا کے جواب میں "خلق فرقہ سی" کے سکرٹری نے اعلان کیا ہو کہ عنقریب وہ تمام دستاویزیں شایع کردی جائیں گی، جو غازی کے خطبہ سے تعلق رکھتی ہیں۔ اُسوقت محمود پاشا کو معلوم ہوگا کہ غازی نے اپنے خطبہ میں اُن کی کس قدر رعایت کی ہو۔ ساتھ ہی ترکی اخبارات نے محمود پاشا کا اصلی بیان بھی شایع کر دیا ہو، جو بعینہ وہی ہو جس کا حوالہ غازی نے اپنے خطبہ میں دیا ہو۔ اسی قدر نہیں بلکہ غازی کا وہ برقی پیغام بھی نقل کیا گیا ہو جو اُنھوں نے ۱۷ر نومبر ۱۹۱۹ء کو محمود پاشا کو بھیجا تھا۔ اسمیں لکھا ہو "آپ کی تصریح سے مشرقی صوبوں کے باشندے سخت ناراض ہیں۔ ترکی قوم ہرگز ارمنوں کو اپنی ایک انچ زمین بھی نہیں دے گی، بلکہ اس کے برعکس اپنے خون سے اسکی حفاظت کرے گی!"

خالدہ ادیب ہانم نے اخبار ٹائمس میں اپنی برأت ظاہر کرتے ہوئے غازی کے رد میں لکھا ہو "میں ہرگز امریکن حمایہ کی موید نہیں تھی، جیسا کہ غازی نے بیان کیا ہو۔ البتہ میں انجمن ولسن کی ایک رکن ضرور تھی۔ اس انجمن کا مقصد یہ تھا کہ ٹرکی کے لئے امریکہ سے مالی اور اقتصادی امداد حاصل کی جائے۔ خود غازی اس انجمن سے اور اس کے مقاصد سے واقف تھے۔ اُنھوں نے کبھی کوئی اعتراض نہیں کیا۔"

لیکن خالدہ ادیب کا یہ جواب صحیح نہیں ہو۔ دراصل اُنھوں نے غازی کا پورا خطبہ پڑھنے سے پہلے ہی جواب لکھ مارا۔ خطبہ میں وہ تمام خطوط بھی غازی نے نقل کئے تھے جو موصوفہ نے بکر سامی بک اور خود غازی کو لکھے تھے۔ ان خطوط سے صاف معلوم ہوتا ہو کہ وہ امریکن حکمرداری کو ٹرکی کے لئے ضروری خیال کرتی تھیں۔

برطانیہ بھی غازی کی صاف گوئی سے شاکی ہو۔ لنڈن ٹائمز اسکا سب سے پہلے اعتراف پر مجبور ہوا کہ "یہ خطبہ، غازی کی عظمت میں چار چاند لگا دیگا، کیونکہ اُنھوں نے اپنی ذرا بھی تعریف نہیں کی۔ حالانکہ دنیا جانتی ہو، ٹرکی میں جو کچھ ہوا ہو، محض اُنہی کی ہمت و تدبیر سے ہوا ہو!" لیکن ساتھ ہی ان لفظوں میں شکایت بھی کرتا ہو:

"غازی نے اپنے خطبہ میں بار بار برطانیہ کا ذکر کیا ہو۔ ٹرکی کے ساتھ جو طرزِ عمل یورپ نے اختیار کیا تھا، وہ اُس کی ذمہ داری تمام اتحادیوں پر نہیں ڈالتے، بلکہ سراسر الزام برطانیہ ہی کو دیتے ہیں۔ گویا دوسرے اتحادیوں نے کچھ کیا ہی نہیں۔ یہ افسوس کا مقام ہو کہ ترکی دماغ میں اب تک برطانیہ کے خلاف زہریلے افکار موجود ہیں!"

ان تین اعتراضوں کے علاوہ کسی کو زبان کھولنے کی جرأت نہیں ہوئی۔ کیونکہ غازی نے جو کچھ کہا، مدلل کہا ہو۔ تمام ملک میں اُن کے خطبے کے بعد ایک نیا جوش پیدا ہو گیا ہو۔ اور ہر طرف سے اُن کے پاس پیغام آ رہے ہیں کہ ترکی قوم، قیامت تک اپنی جمہوریت برقرار رکھے گی۔

جمہوری ترکی کا مسلک

غازی کے خطبہ کے بعد، خلق فرقہ سی کے لئے ضروری تھا کہ اپنے مسلک کا اعلان عام کردے۔ چنانچہ وزیر اعظم عصمت پاشا اور انجمن کے صدر دوم نے ٹرکی کا آئندہ مسلک، مفصل طور پر شایع کر دیا ہو۔ ذیل میں اُس کا خلاصہ دیا جاتا ہو:

"خلق فرقہ سی" کیا ہو؟

عصمت پاشا نے اپنا بیان، خلق فرقہ سی کی حقیقت کی تشریح سے شروع کیا ہو۔ وہ لکھتے ہیں:

"یہ انجمن جمہوری ہو۔ کسی خاص مذہب سے تعلق نہیں رکھتی۔ وہ یقین کرتی ہو کہ قوم کی کامیابی کا راز، اُس کی اقتصادی حالت کی درستگی میں ہو۔ یہی باعث ہو کہ اُس کا پورا مسلک، اسی اصل پر مبنی ہو اور اُس کے جملہ قوانین میں، اسی کی رعایت کی جاتی ہو"

داخلی امن

"ملک میں امن و امان برقرار رکھنا ہمارا اولین فرض ہو تاکہ قوم کا ہر فرد اپنی سعی و ہمت کا ثمرہ بلا کسی اندیشہ کے حاصل کر سکے"

عدالتی مسلک

"مدنی قوانین کا اجراء اور ان قوانین کی جمہوری روح کی تعمیم اُس کا عدالتی مسلک ہو۔ وہ چاہتی ہو جلد سے جلد اور زیادہ سے زیادہ آسان طریقہ پر عدل و انصاف ہر انسان کے دسترس میں آجائے"

خارجی مسلک

"ترکی جمہوریت کی عزت کی حفاظت، ترکی قوم کے حقوق کی حمایت وہ حقوق جو قوم نے طویل جہاد کے بعد حاصل کئے ہیں۔ تمام قوموں کے ساتھ مساوات کے دائرے میں دوستانہ تعلقات؛ اُس کا خارجی مسلک ہو"

تعلیمی مسلک

"ہمارا تعلیمی مسلک یہ ہو کہ تعلیم قومی ہو اور مذہب اس سے الگ رکھا جائے۔ نظام تعلیم ایک ہو۔ نئی نسلوں کی ایسی تربیت کی جائے جس سے ہماری مدنی و اجتماعی برتری قائم ہو اور اقتصادی زندگی مستحکم ہو جائے۔ ہماری کوشش یہ ہو کہ قوم ابتدائی مفت تعلیم سے پوری طرح مستفید ہو۔ غیر تعلیم یافتہ افراد کو شبینہ مدارس کے ذریعہ تعلیم دی جائے ترکی جامعہ کو مزید تقویت دی جائے اور زیادہ سے زیادہ جدید تعلیم گاہیں جاری کی جائیں۔ ہم فنون جمیلہ کے بھی پرجوش حامی ہیں۔ ترکی زبان کی ترقی و تہذیب کا ہمیں ازحد اہتمام ہو۔ ترکی حروف کا مسئلہ بہت مشکل ہو۔ اور ہم اس پر بھی غور کر رہے ہیں"

مردم شماری

ٹرکی کی تاریخ میں اب پہلی مرتبہ مردم شماری ہوئی ہو۔ اس سے پہلے ایک مرتبہ مرحوم حکومت عثمانیہ نے اس کی کوشش کی تھی، مگر تنگ نظر علماء نے اس کی سخت مخالفت کی، اور اسے دین کے خلاف قرار دیا۔ چنانچہ البانیہ اور بعض دوسرے علاقوں میں بغاوت شروع ہو گئی مجبوراً حکومت کو اس "خلاف شرع" فعل سے باز رہنا پڑا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ کسی کو بھی ملک کی صحیح آبادی معلوم نہ تھی۔ خود ترکی حکومت بھی اپنی آبادی کی قوت سے ناواقف تھی۔ اور اس وجہ سے بے شمار سیاسی، اقتصادی، اور جنگی مضرتیں ملک کو نیچا کرتی تھیں۔

اب ترکی جمہوریت نے یہ اہم مسئلہ قطعی طور پر حل کر دیا۔ چنانچہ ۲۸ر اکتوبر کی تاریخ مردم شماری کے لئے مقرر کی گئی۔ حکم تھا، کوئی شخص بھی اپنے گھر سے نہ نکلے، یہاں تک کہ توپ داغی جائے۔ اس حکم پر اجنبی باشندوں نے یہ اعتراض کیا کہ دن بھر وہ اپنے کام معطل نہیں رکھ سکتے۔ مگر حکومت نے کوئی اعتراض نہیں سنا اور مردم شماری پوری ہو گئی۔

ان سطور کی تحریر کے بعد معلوم ہوا کہ مردم شماری سے ثابت ہوا ہو کہ ٹرکی کی موجودہ آبادی اکر در ۴۰ لاکھ ہو۔ قسطنطنیہ کی آبادی ۸ لاکھ ۵۰ ہزار ہو۔

میں ایک صحافی کی طرح نقل و روایت کا فرض انجام دیتا ہوں نقد و بحث میرا کام نہیں ہو۔ میں نے غازی کے خطبہ کا خلاصہ اور "خلق فرقہ سی" کا مسلک پیش کر دیا۔ البتہ مجھے یہ لکھنے میں تأمل نہیں کہ جماعت خلق کی موجودہ اجتماعی ذہنیت سے اکثر مسلمانان عالم کو اتفاق نہیں ہوگا۔ وہ اپنی جدید اجتماعی زندگی کے عناصر میں مذہب کو کوئی نمایاں جگہ نہیں دینی چاہتے۔ خود ترکوں کی اکثریت اسوقت تک اس پر متفق نہیں ہو۔ بیرونی دنیا کی عام اسلامی رائے تو یقیناً مخالف ہوگی۔ میں اپنے حدود صحافت سے ایک دو قدم آگے بڑھ کر، آئندہ تفصیل کے ساتھ اس موضوع پر لکھنے کی کوشش کروں گا۔

عالم مطبوعات و صحائف

روسی راہب راسپوٹین کا قتل

پرنس یوسوپوف کا اعتراف

قارئین الہلال روس کے پُراسرار راہب راسپوٹین کے نام اور حالات سے اچھی طرح واقف ہیں: الہلال نمبر (۹) میں اس کی پوری سرگزشت ان کی نظروں سے گزر چکی ہو۔ جو حیرت انگیز اقتدار اور تسلط اسے زار اور ملکۂ روس پر حاصل ہو گیا تھا، اُسکی کوئی دوسری نظیر بیسویں صدی کی تاریخ میں موجود نہیں۔ یہ اُن کا مذہبی رہنما تھا۔ پھر روحانی معلم اور مرشد کی طرح مانا جانے لگا، پھر مشیر اور وزیر سب کچھ بن گیا۔ زار اور زارینہ بیجان آلہ کی طرح اس کی انگلیوں میں تھے۔ جس طرح چاہتا تھا، اُنھیں استعمال کرتا تھا۔ ملک میں تھوڑی بہت سیاسی اصلاحات جو ڈیوما (روسی پارلمینٹ) کی شکل میں جاری ہو گئی تھیں، اسی کے اشارے سے غارت ہوئیں، روشن خیال اور اصلاح پسند امراء کو اُسی نے قتل اور جلاوطن کرایا، زار کے بہترین دوست اور مدۃ العمر کے وفادار خادم اسی کے حکم سے سائبیریا بھیجے گئے۔ پھر جب عالمگیر جنگ عالم شروع ہوئی۔ تو جرمن نے بے شمار روپیہ خرچ کرکے اس کی خدمات حاصل کرلیں۔ یہ جرمن جاسوس تھا، لیکن روس کے تمام اسرار جنگ اسی کے قبضہ میں تھے۔ ایک طرف یہ زار کو یقین دلاتا کہ میری روحانی برکتوں اور دعاؤں سے جرمن فوجیں اور روس کے تمام حریت پسند ہلاک ہو جائینگے؛ دوسری طرف جرمن دفتر جنگ کو فوجی نقل و حرکت کی بروقت خبریں بھیجدیتا تاکہ تمام روسی فوج کا خاتمہ کردیں!

زار پر یہ حیرت انگیز اقتدار اُسے کیسے حاصل ہوا تھا؟ ملکہ کے ذریعہ۔ ملکہ کیوں اُس کے احکام سے سرِ مو تجاوز نہیں کر سکتی تھی؟ خود راسپوٹین کی لڑکی صوفیا نے اپنی دہشت انگیز یادداشتیں شائع کرکے دُنیا کو بتلایا ہو کہ "اُس میں اور ملکہ میں ناجائز تعلق تھا۔ راسپوٹین سے اُسے عقیدت ہی نہیں تھی، بلکہ ہوس پرستی کا عشق بھی تھا"

صوفیا کے علاوہ ایک اور شخص بھی یورپ میں موجود ہو، جو روس کے شاہی خاندان سے قریبی تعلق رکھتا ہو، اور اس روسی راہب کی تمام سرگزشتِ حیات سے واقف ہو۔ یہ پرنس یوسوپوف ہو۔ اسی

نے سب سے پہلے اس راہب کی کارستانیوں سے دنیا کو واقف کیا تھا. اسی نے ملکۂ روس کے وہ تمام خطوط شائع کئے، جن سے راسپوٹین سے اُس کی حیرت انگیز عقیدت و عبودیت پر روشنی پڑتی تھی۔

لیکن پرنس یوسوپوف نے اس وقت تک دُنیا کو اس راز سے واقف نہیں کیا تھا کہ راسپوٹین کا خاتمہ کیونکر ہوا؟ اُسنے اپنی کتاب میں لکھا تھا کہ "وہ قتل کر دیا گیا" کچھ دنوں کے بعد جب صوفیا کی یادداشت شائع ہوئی، تو اس سے بھی صرف اتنی بات معلوم ہوئی کہ "راسپوٹین قتل کر دیا گیا، اور اُس کی لڑکی (صوفیا) کسی نہ کسی طرح جان بچا کر نکل بھاگی" عام طور پر خیال کیا جاتا تھا کہ راسپوٹین بھی انقلاب روس کے قتل عام میں قتل ہوا ہے۔

لیکن اب اس سلسلہ میں ایک نیا انکشاف ہوا ہے۔ یعنی پرنس یوسوپوف نے اپنی کتاب کا ایک تتمہ اخبارات میں شائع کرایا ہے۔ اسمیں وہ اعتراف کرتا ہے کہ "راسپوٹین کو خود میں نے اپنے ہاتھ سے قتل کیا تھا!"

پرنس لکھتا ہے:

"میں نے اور میرے دوستوں نے بہت کوشش کی کہ کسی طرح اس شیطان کے اقتدار سے روس کو نجات دلائیں، مگر ہر کوشش ناکام رہی ملکۂ روس کچھ اس طرح اُس کے جال میں پھنس گئی تھی کہ کوئی بات اُس کے خلاف سُننا گوارا نہیں کرتی تھی، اور زار اپنی ملکہ کا غلام تھا مجبور ہو کر میں نے یہ فیصلہ کیا کہ اس شیطان کو قتل کر ڈالا جائے۔ اس کے سوا خلاصی کی کوئی صورت نظر نہیں آتی تھی۔ چونکہ اس مقصد میں کامیابی حاصل نہیں ہو سکتی تھی، جب تک اُس سے بظاہر دوستی پیدا کر کے دام میں نہ لایا جائے۔ اس لئے میں نے کئی ماہ باہمدگر تعلقات بڑھانے میں صرف کر ڈالے۔ یہاں تک کہ اُسے پُوری طرح مجھ پر بھروسہ ہو گیا، اور ایک دن میں نے اُس سے وعدہ لے لیا کہ وہ یکم دسمبر ۱۹۱۶ء کو میرے محل میں آکر ضیافت میں شریک ہوگا"

اس کے بعد پرنس، قتل کا واقعہ اس طرح بیان کرتا ہے:

"گیارہ بجے رات کو سپر کی (یعنی نصف شب کے کھانے کی) تمام طیاریاں مکمل ہو گئیں۔ دعوت کی میز پر بہت بڑی بڑی قابیں رکھی گئیں۔ ان میں مختلف قسم کے گوشت، جو راسپوٹین کو خاص طور پر مرغوب تھے طیار کرا کے رکھے گئے تھے۔ اور روغنی ٹکیاں اور نفیس کیک بھی موجود تھے۔ نیز ہر قسم کی شرابیں اور نظر فریب جام مہیا کئے گئے تھے..."

"میں نے الماری سے ایک صندوق نکالا۔ اس میں کئی قسم کے قاتل زہر مخفی تھے۔ پھر میں نے میز پر سے ایک قاب اُٹھائی۔ اسمیں کیک تھے۔ ڈاکٹر لازوورٹ نے ربڑ کے دستانے پہن لئے پھر ایک خاص زہر "سیانڈ پوٹاس" لے کر کیکوں پر چھڑک دیا۔ پھر بعض دوسرے قسم کے زہر بھی شرابوں میں ملا دئے۔ ڈاکٹر نے مجھے یقین دلایا تھا کہ زہر اتنی زیادہ مقدار میں ڈال دیا گیا ہے۔ شراب کا ایک گھونٹ کئی آدمیوں کے قتل کے لئے کافی ہے۔ اس ڈاکٹر کی خدمات میں نے خاص اسی غرض سے حاصل کر لی تھیں"

"جب راسپوٹین آیا تو میں اسے کھانے کے کمرے میں لے گیا۔ اُسنے اپنی پسند کا گوشت سیر ہو کر کھایا۔ پھر میں نے روغنی روٹی کی پلیٹ آگے بڑھائی جس میں زہر نہ تھا۔ نہیں معلوم میں نے ایسا کیوں کیا؟ لیکن یہ واقعہ ہے کہ بلا قصد مجھ سے ایسا ہی ہو گیا۔ اس کے بعد میں نے زہریلے کیک سامنے کئے اُسنے پہلی قاب سے روغنی ٹکیا لے لی، لیکن زہر آلود کیک سے انکار کر دیا۔ اس انکار نے مجھ پر سخت رُعب طاری کر دیا۔ میں ڈرا، شاید یہ شخص ولی ہے اور زہر سے واقف ہو گیا ہے۔ میں ... ... تھا اور دل ... رہا تھا۔ یہانتک اُس کے ہاتھوں کو جنبش ہوئی اور یہ کہ کر اُسنے ایک کیک

اُٹھا لیا "تمھاری خاطر سے!" اور بلا تامل منہ میں رکھ لیا۔ پھر دوسرا لیا اور کھا لیا۔ میں بالکل خاموش تھا۔ ایک سکتہ کا سا عالم مجھ پر طاری تھا۔ مجھے یقین تھا، اب فوراً زہر کا اثر اُس پر ظاہر ہو جائے گا۔ مگر میری حیرت کی کوئی حد نہ رہی، جب میں نے دیکھا، کہ وہ پوری طرح تندرست ہے۔ کوئی اثر بھی اُس پر ظاہر نہیں ہوا۔ مجھ سے ہنس ہنس کر باتیں کر رہا ہے!"

"پھر اُسنے مسموم شراب جام میں انڈیلی۔ میں فرط اضطراب سے کھڑا ہو گیا۔ اب مجھے یقین تھا کہ وہ فوراً مر جائے گا۔ مگر وہ بڑے اطمینان سے مزہ لے لے کر پیتا رہا۔ کئی جام خالی کر دئے۔ پھر وہ کمرے میں ٹہلنے لگا۔ برابر باتیں کئے جاتا تھا۔ اب رات کے تین بج چکے تھے۔ مگر اُس پر زہر کا کوئی اثر نہ تھا!"

"ٹہلتے ٹہلتے اُسنے یہ کہہ کر مجھے مبہوت کر دیا "باقی رات، جلسۂ رقص میں گزارنی چاہئے!" اب میں جیب سے پستول نکال چکا تھا کیونکہ جب زہر کی اتنی بڑی مقدار کارگر نہ ہوئی، تو بجز پستول کی گولی کے اور کونسا ذریعہ قتل کام دے سکتا تھا۔ اُس کے جلسۂ رقص کے جواب میں میں بے اختیار چیخ اُٹھا "خبیث بھوت! کیا یہ بہتر ہوگا کہ جلسۂ رقص کی جگہ تو صلیب دیکھے اور نماز پڑھ لے، کیونکہ ایک لحظہ بعد تو مُردہ پڑا ہوگا!"

اُس کی آنکھوں میں ایک ہولناک چمک پیدا ہوئی۔ پھر فوراً ہی ایک قسم کا خشوع و خضوع طاری ہو گیا۔ وہ جلدی سے میرے قریب آیا۔ اپنی چمکیلی آنکھیں میرے چہرے پر گاڑ دیں۔ میں نے آہستہ سے اپنا پستول والا ہاتھ پیچھے سے سامنے کر دیا"

"پستول دیکھ کر راسپوٹین بھاگا نہیں۔ نہ مقابلہ کی کوشش کی۔ اُسنے اپنی نظریں میرے چہرے سے ہٹا لیں اور صلیب پر جما دیں جو اُس کے گلے میں پڑی تھی۔ وہ اب بھی بالکل خاموش تھا۔ میں نے پستول کی لبلبی دبائی اور گولی اُس کے سینے پر لگی۔ اُسنے بڑے زور سے چیخ ماری اور چت گر پڑا۔ میں نے دوڑ کر زخم کا معائنہ کیا۔ گولی، دل چیر کر نکل گئی تھی۔ یہ بالکل یقینی تھا۔ راسپوٹین مر گیا!"

"میں نے اطمینان کا سانس لیا۔ اُس کے قریب کھڑا صلیب کو دیکھ رہا تھا۔ اچانک ایک ایسا واقعہ پیش آیا کہ قریب تھا، میں بیہوش ہو کر گر پڑتا۔ راسپوٹین، بجلی کی سی تیزی سے اپنے پیروں پر سیدھا کھڑا ہو گیا! بڑے زور سے چلّایا۔ تمام مکان اُس کی چیخ سے گونج اُٹھا۔ پھر اُسنے اپنی فولاد سے بھی زیادہ مضبوط انگلیوں سے میرا ہاتھ پکڑ لیا۔ مجھے یقین تھا، میری ہڈی ٹوٹ جائے گی۔ اب اُسنے میری گردن پکڑنے کی کوشش کی۔ میں اپنی دہشت و خوف کے بیان سے قطعاً قاصر ہوں۔ میں نے خیال کیا "یہ بھوت مجھے اب مار ڈالے گا۔ مگر فوراً میرے جسم میں بھی ایک عظیم قوت پیدا ہو گئی۔ میں نے زور لگا کے اپنے آپ کو چھڑایا اور بھاگنے لگا"

"راسپوٹین بھی میرے تعاقب میں دوڑا۔ وہ برابر چلّائے جاتا تھا اور قتل کی دھمکی دیتا تھا۔ میں زینے پر جا کر رُکا۔ اُسوقت اُس کی صورت بالکل بھوت کی سی ہو گئی تھی۔ تمام لباس خون سے رنگین تھا، اور سینہ سے خون کا فوارہ بہ رہا تھا!"

"وہ زینہ کے سامنے پہنچکر رُکا۔ پھر تیزی سے دروازے کی طرف دوڑ کر صحن میں پہنچ گیا۔ صحن میں تاریکی تھی۔ میرے نوکروں نے مسلسل تین گولیاں اُس پر چلائیں۔ اب وہ لڑکھڑایا، اور برف کے ایک ڈھیر کے سامنے پہنچکر گر پڑا"

"اب واقعی راسپوٹین، روس کا مہیب بھوت، مر چکا تھا!"

... زہر کے عدم تاثر کی نسبت پرنس نے جو کچھ لکھا ہے، یہ راسپوٹین کا کوئی اعجاز نہ تھا، بلکہ خود پرنس کی ایک ایسی غلطی تھی جس کا ذہنی اضطراب کی وجہ سے اُسے احساس نہیں ہوا۔ اس طرح کی صورت حال میں ایسی غلطی اکثر ہو جایا کرتی ہے۔ دراصل خوف و دہشت اور اعتقادی کمزوری کی وجہ سے اُسوقت پرنس کی ذہنی حالت مختل ہو چکی تھی۔ اُسنے یکے بعد دیگرے جسقدر قاب اُٹھا کر پیش کئے، اُن میں سے کوئی قاب بھی زہر آلود نہ تھا۔ ذہنی پریشانی کی وجہ سے اُسنے جسے زہر آلود سمجھ کر اُٹھایا، وہ زہر آلود نہ تھا، اور جنھیں غیر زہر آلود سمجھ کر چھوڑ دیا، وہی زہر آلود تھے۔ اس طرح کی غلطی ذہنی اضطراب کی حالت میں ہر انسان سے ہو جایا کرتی ہے

فلسطین میں آثار قدیمہ

(ہتیاروں کا قدیم سانچہ)

اخبار السیاسہ راوی ہے کہ جرمن محقق ڈاکٹر رسلین کو بلاطہ (فلسطین) کے کھنڈروں میں مٹی کا ایک سانچہ ملا ہے۔ خیال کیا جاتا ہے، یہ سانچہ ہتیار ڈھالنے کے لئے بنایا گیا تھا۔

پتھر کی تپائیاں

اب سے پہلے یہ خبر شائع ہو چکی ہے کہ شہر نابلس میں پتھر کی قدیم تپائیاں پائی گئی ہیں۔ پہلے خیال کیا جاتا تھا یہ کسی قدیم تماشہ گاہ کا بقایا ہیں۔ لیکن اب علماء آثار قدیمہ نے معلوم کر لیا ہے کہ یہ دیوی ارتمیس کے مندر کے آثار ہیں۔ یہ مندر، رومن شہنشاہ سپٹم سویرس نے تعمیر کیا تھا۔ (السیاسہ)

الہلال کے ابتدائی نمبر

الہلال سلسلۂ جدید کے ابتدائی نمبر یعنی نمبر ۱ سے ۵ تک بعض حضرات کو مطلوب ہیں

وہ دوگنی

قیمت پر

خریدنے کے لئے طیار ہیں۔ دفتر کو اطلاع دیجائے

مینجر

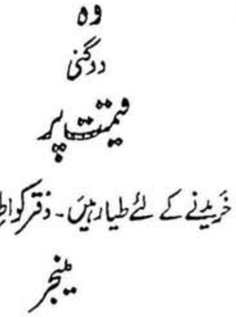

برطانی شہنشاہیت کا تنزل

ایک برطانی مدبر ڈیلی ٹیلی گراف کے ہفتہ وار رسالہ میں لکھتا ہے:

"قوموں کے اُٹھنے اور گرنے کے اسباب زمانے کے ظروف و حالات کے ساتھ تبدیل ہوتے رہتے ہیں۔ تاریخ میں کوئی ایک قوم بھی ایسی موجود نہیں جو بام ترقی تک پہنچکر پھر گر نہ پڑی ہو۔

اسوقت برطانی قوم ترقی کے سب سے بلند درجہ پر پہنچ گئی ہے لیکن واقعہ ہے کہ اس عالم ترقی میں ہی تنزل اور کمزوری کے آثار بھی پیدا ہو گئے ہیں، اور اگر افراد کے قوانین حیات کی طرح جماعتوں کے قوانین حیات بھی قطعی اور اٹل ہیں، تو وہ وقت دُور نہیں جب دنیا کو تاریخ عالم کی ایک عدیم النظیر قومی عظمت کے زوال کا تماشائی بننا پڑے گا!

فی الحال برطانیہ کے لئے سب سے بڑا خطرہ، آبادی کے مسئلہ میں پنہاں ہے۔ برطانی شہنشاہی، مجموعی دنیا کی ایک چوتھائی پر پھیلی ہوئی ہے اور آبادی بھی دنیا کی تقریباً ایک چوتھائی آبادی ہے۔ آخری مردم شماری ظاہر کرتی ہے کہ برطانی شہنشاہیت میں ۴۶۰،۰۰۰،۰۰۰ سے بھی زیادہ آدمی آباد ہیں۔ لیکن اس جم غفیر میں خود خالص انگریزی قوم کی تعداد ۶۰،۰۰۰،۰۰۰ سے زیادہ نہیں۔ یعنی پوری شہنشاہی، صرف اُتنی آبادی کی قوت پر قائم ہے، جو جرمنی کی آبادی سے کچھ ہی زیادہ ہے!

خود انگریزی قوم ایک تنگ سرزمین، یعنی جزائر برطانیہ میں محصور ہے۔ حالانکہ اُس کی شہنشاہی کی باقی تمام آبادیاں، دُور دراز وسیع سرزمینوں میں منتشر ہیں۔ اس صورت حال نے برطانی مدبروں کو پریشان کر رکھا ہے۔ وہ آبادی کی مناسب تقسیم اور ہجرت کے عملی نظام پر غور کر رہے ہیں، وہ چاہتے ہیں آبادی اس طرح تقسیم کر دی جائے کہ نہ کہیں زیادہ ازدحام ہو، نہ کہیں زمینیں خالی پڑی رہیں۔ بظاہر یہ کام زیادہ مشکل نہیں معلوم ہوتا۔ لیکن درحقیقت بہت مشکل ہے۔ عام طور پر مبصرین کا خیال ہے کہ برطانی مدبروں کو اسمیں کامیابی نہ ہوگی، اور یہی ناکامی اُن کی شہنشاہی تہ و بالا کر ڈالے گی!

یہ کس طرح ہوگا؟

اس کا جواب حسب ذیل ہے:

برطانی جزائر، جو خالص انگریزی قوم سے لبریز ہو چکے ہیں یکقلم صنعتی ملک ہیں، زراعت کا حصہ بہت ہی کم ہے، حالانکہ برطانی شہنشاہی کے باقی ممالک یکقلم زراعتی ملک ہیں۔ آخری اعداد و شمار سے معلوم ہوتا ہے کہ جزائر برطانیہ کی تمام دیہاتی آبادی، شہروں میں اُمنڈ آئی ہے۔ نتیجہ یہ ہے کہ ایک طرف دیہات خالی ہو گئے ہیں، دوسری طرف نسل کی افزائش بھی رُک گئی ہے۔ خیال کیا جاتا ہے کہ جلد وہ زمانہ آجانے والا ہے، جب برطانی دیہات اسباب رزق سے بڑی حد تک محروم ہو جائیں گے، اور باشندوں کے لئے وہاں کی واپسی میں کوئی ترغیب باقی نہیں رہے گی۔

پھر جنگ کے بعد شہروں میں صنعت و حرفت کی ترقی پر بھی زیادہ بھروسہ نہیں کیا جا سکتا۔ یہ ترقی عارضی ہے، اور مستقبل قریب میں اپنی طبیعی حالت پر آجانے والی ہے۔ لہذا شہری آبادی کے لئے بھی اسباب معیشت، محدود ہو جائینگے اور جزائر برطانیہ کے دیہات اور شہر دونوں کی طاقت سے باہر ہو جائے گا کہ اتنی بڑی آبادی کا بوجھ برداشت کر سکیں۔ یہ واقعہ ہے کہ جنگ کے بعد سے اسوقت تک برطانیہ میں بے روزگاروں کی تعداد ۱۰ لاکھ سے کم نہیں ہو سکی۔ صنعت و حرفت کی ترقی پر جب یہ حالت ہے، تو اُس وقت کیا حالت ہوگی جب جنگ کے پیدا کئے ہوئے حالات دُور ہو جائیں گے اور صنعتی ترقی رُک جائے گی؟

انگریز جو دوسرے ممالک کی ملکگیری میں سب سے زیادہ چست چالاک ثابت ہوئے ہیں، خود اپنے ملک سے منفعت حاصل کرنے میں عاجز ہو رہے ہیں۔ اسوقت بھی جزائر برطانیہ میں وسیع علاقے خالی پڑے ہیں کیونکہ وہ زراعتی علاقے ہیں، مگر زراعت پیشہ آبادی ہجرت کر کے شہروں میں پہنچ گئی ہے اور صنعت پیشہ بن گئی ہے۔

صرف جزائر برطانیہ ہی میں نہیں بلکہ آسٹریلیا کا بھی یہی حال ہے۔ آبادی شہروں میں جمع ہو گئی ہے۔ چنانچہ صرف دو شہروں، یعنی ملبورن اور سڈنی میں اتنی آبادی ہے، جو پورے ملک کی آدھی آبادی کے برابر ہے حالانکہ معلوم ہے، آسٹریلیا میں قابل زراعت زمین کا رقبہ، روس کو چھوڑ کر باقی تمام یورپ کے رقبہ سے بھی زیادہ ہے۔

پس یہ سوال نہایت اہم ہے کہ برطانیہ اتنے آدمی کہاں سے لائے گا جو ان وسیع اُفتادہ زمینوں کو آباد کریں؟ اس سوال کا جواب برطانیہ کے پاس سردست کوئی نہیں ہے!

یہ سوال انگریزوں کو بہت پریشان کئے ہوئے ہے۔ کیونکہ وہ ہمیشہ یہی کہتے رہے ہیں کہ اُن کی شہنشاہی، سب سے پہلے برطانی ہونی چاہئے۔ یعنی اُس میں برطانی عنصر سب سے زیادہ نمایاں اور غالب رہنا چاہئے۔ اگر ایسا نہ ہوا تو ورنہ وہ تاریخ کی دوسری شہنشاہیوں کی طرح درہم برہم ہو جائے گی۔

آخری برٹش امپیریل کانفرنس میں آسٹریلیا کے وزیر اعظم نے تقریر کرتے ہوئے اس ناقابل حل سوال کی طرف اشارہ کیا تھا۔ اور کہا تھا

"میرے خیال میں کوئی شخص بھی برطانی شہنشاہیت کے مستقبل کو اُمید افزا نظروں سے نہیں دیکھ سکتا۔ ہمارے سامنے ایسی مشکلات درپیش ہیں، جن کا حل، مستقبل پر کسی طرح بھی نہیں چھوڑا جا سکتا۔ ان مشکلات میں سب سے زیادہ پیچیدہ مشکل، آبادی کی تقسیم اور اُفتادہ زمینوں کی زراعت ہے!"

یہاں پر یہ امر بھی قابل غور ہے کہ جزائر برطانیہ میں پیدائش کی شرح بہت گھٹ گئی ہے۔ نسل روز بروز کم ہوتی جاتی ہے۔ ظاہر ہے کہ برطانی شہنشاہی میں اصلی عنصر کی یہ روز افزوں کمی، نہایت خطرناک اور بدترین نتائج پیدا کرنے والی ثابت ہوگی۔ برطانیہ کی موجودہ صنعتی ترقی کے ساتھ اگر نسل کی افزونی بھی ہوتی رہتی تو حالت اتنی خطرناک نہ ہوتی۔

انگریز اس صورت حال میں اپنے آپ کو یہ کہکر تسلی دے رہے ہیں کہ "اگر شرح پیدائش کم ہو گئی ہے، تو شرح اموات بھی گھٹ گئی ہے۔ لہذا ہماری نسل کا عام توازن قائم ہے۔ یہ بہتر ہے کہ ہماری قوم کم تعداد میں ہو، مگر توانا و تندرست ہو"

اُن کا یہ خیال ایک حد تک صحیح ہے، لیکن مغالطہ سے خالی نہیں ہے کیونکہ کسی قوم کی عظمت، صرف تندرستی پر قائم نہیں رہ سکتی۔ قوم کو تندرستی کے ساتھ زیادہ سے زیادہ تعداد میں بھی ہونا چاہئے۔ ورنہ ظاہر ہے کم تعداد تندرست افراد کسی طرح بھی ایک وسیع سلطنت برقرار نہیں رکھ سکتے۔

یہ حقیقت اب قریب قریب تسلیم کر لی گئی ہے کہ برطانی سلطنت سخت خطرے میں مبتلا ہے، اور اُس کی سلامتی زیادہ تر اسی بات پر موقوف ہے کہ خود جزائر برطانیہ کی آبادی میں اضافہ ہو جائے، اور زائد افراد سلطنت کے دوسرے حصوں میں مناسب طور پر تقسیم کر دئے جائیں۔ آبادی کی افزونی، سلطنت کی بنیاد ہے، اور اُس کی تقسیم، تعمیر کا حکم رکھتی ہے۔ موجودہ صورت حال کا اقتضا یہ ہے کہ بیک وقت دونوں کام کئے جائیں مگر ظاہری حالات بتا رہے ہیں کہ برطانی مدبر اس کی قدرت نہیں رکھتے۔

اب یہ امر بہت محتمل معلوم ہوتا ہے کہ برطانی شہنشاہیت کا توازن عنقریب متزلزل ہو جانے والا ہے۔ کیونکہ ایسے حالات پیدا ہو جاتے ہیں جن کا لازمی نتیجہ یہی ہوگا کہ محیط اٹلانٹک کی طرح محیط پیسفک بھی صنعت و حرفت کا مرکز بنجائے گی۔ اُس وقت قومیں مجبور ہوں گی کہ صنعتی مرکز سے قریب تر ہونے کے لئے محیط پیسفک کے ساحلوں اور ملکوں میں ہجرت کر جائیں تاکہ زیادہ سے زیادہ خام پیداوار حاصل کر سکیں اور بڑے بڑے بازاروں میں اپنی صنعت آسانی سے پہونچا سکیں۔

بلکہ یہ واقعہ اسوقت بھی پیش آرہا ہے۔ اجنبی عناصر تیزی سے برطانی شہنشاہی کے مختلف ملکوں میں داخل ہو رہے ہیں، اور اصلی باشندوں کو مغلوب کرتے چلے جاتے ہیں اگر فوراً تدارک نہ کیا گیا تو اُن کے قدم مضبوط ہو جائیں گے اور برطانیہ کو یہ ملک اُن کے لئے خالی کر دینے پڑیں گے۔

بعض انگریز مدبر اپنی موجودہ عظمت کے نشہ میں اس قدر مخمور ہیں کہ یہ حقیقت تسلیم کرنے پر بھی اطمینان ظاہر کرتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں "برطانی تجارت روز بروز زیادہ وسیع ہوتی جاتی ہے، اور دنیا کی کوئی تجارت بھی اُس کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ حالانکہ یہ سراسر غفلت و غرور ہے۔ یہ لوگ، دوسری قوموں کی تجارت کی ترقی پر نظر نہیں ڈالتے خصوصاً امریکہ کی تجارت نہیں دیکھتے جو دنیا کے تمام بازاروں پر چھا گئی ہے، اور قریب ہے کہ برطانی تجارت کو مغلوب کر ڈالے۔

ان حالات کی روشنی میں گمان غالب ہے کہ برطانی شہنشاہی، خود بخود تہ و بالا ہو جائے گی۔ اس کا توازن، متزلزل ہو رہا ہے۔ قوی امکان ہے کہ اگر کوئی خارجی خطرہ نہ بھی پیش آیا، جب بھی برطانیہ کا اندرونی اختلال اور شہنشاہیت کا عدم توازن ہی اُسے برباد کر ڈالے گا، ٹھیک اُسی طرح، جس طرح تاریخ کی بہت سی دوسری عظیم سلطنتیں برباد ہو گئی ہیں"

جاپان میں اخبارات کی حیرت انگیز ترقی

امریکن رسالہ "ایشیا" میں ایک جاپانی اخبار نویس نے ذیل کا مضمون شائع کیا ہے۔ ہندوستان کی عبرت کے لئے ہم اسے شائع کرتے ہیں۔ اخبار نویس لکھتا ہے:

"میرے لئے یہ نہایت مشکل تھا کہ اپنے امریکن دوستوں کو اس واقعہ کا یقین دلاؤں کہ ہمارے ملک میں بھی ترقی یافتہ اخبار موجود ہیں اور بعض اُن میں روزانہ ۲۰ لاکھ کی تعداد میں چھپتے ہیں۔ صرف اتنا ہی نہیں، بلکہ مجھے یہ بھی کہنا تھا کہ بعض جاپانی اخبارات امریکن اخبارات پر کئی اعتبار سے فوقیت بھی رکھتے ہیں۔ مثلاً مضامین کی نوعیت کے اعتبار سے جاپانی اخباروں میں صرف سنجیدہ اور مہذب مضامین ہی شائع ہوتے ہیں۔ علمی، اخلاقی، اقتصادی، سیاسی، ادبی... مباحث کے سوا اُن میں کبھی مجرمانہ قصے اور طلاق کی خبریں شائع نہیں ہوتیں۔ حالانکہ امریکہ اور یورپ کے اخباروں کی رونق و مقبولیت، زیادہ تر انہی مخرب اخلاق خبروں اور قصوں پر مبنی ہے۔ میرے دوست یہ سنکر نہایت متعجب ہوتے تھے کہ ایک جاپانی اخبار کی سالانہ آمدنی ۳۷۵،۰۰۰۰۰ روپیہ ہے، اور اس کا دسواں حصہ خالص بچت ہے!

میرے دوستوں کا تعجب اس لئے تھا کہ جاپان کا رقبہ، امریکہ کی صرف ایک ریاست، کلیفورنیا سے زیادہ نہیں ہے۔ آبادی بھی ساڑھے ۶ کروڑ سے زیادہ نہیں۔ حالانکہ ولایات متحدہ امریکہ کی آبادی تقریباً بارہ کروڑ ہے۔ وہ کہتے تھے، ایک ایسے چھوٹے سے ملک میں اخباروں کی اتنی عظیم ترقی کیونکر ممکن ہے؟ لیکن واقعہ ایسا ہی ہے۔ اسوقت جاپان میں ۱۱۲۷ روزانہ اخبار ہیں اور ۲۸۵۰ ہفتہ وار اور ماہوار اخبار و رسائل موجود ہیں۔ ان کی روزانہ اشاعت کی تعداد، ایک کروڑ ہے۔ یعنی ہر چھ باشندوں کے لئے اخبار کا ایک نسخہ شائع ہوتا ہے!

اس ترقی کا اصلی راز یہ ہے کہ جاپان میں تعلیم عام ہو گئی ہے۔ اعلیٰ

وشمار سے ثابت ہوتا ہے کہ ابتدائی مدارس کے طالب علموں میں سے ۹۱ فیصدی طالب العلم ثانوی مدارس میں اپنی تعلیم جاری رکھتے ہیں۔ جاپان میں اس وقت ابتدائی ثانوی، اور اعلیٰ تعلیم گاہوں کی تعداد ۴۴ ہزار ہے۔ ان میں طلبہ کی سالانہ تعداد ایک کرور ۵ لاکھ سے زیادہ رہتی ہے۔

پھر جاپانیوں کو مطالعہ کا بھی از حد شوق ہے۔ میرے علم میں کوئی قوم اس بارے میں اُن کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ سنہ ۱۹۲۵ کے اعداد و شمار سے معلوم ہوتا ہے کہ جاپان میں مختلف علوم و فنون پر ۱۸۰۰۲ کتابیں شایع ہوئیں۔ علاوہ بریں انگلستان، فرانس، امریکہ، جرمنی، اور چین سے ۵۰ لاکھ روپیہ کی کتابیں آئیں، اور فروخت ہو گئیں۔ جاپان کے تمام اخبار نویس جانتے ہیں کہ اخباروں میں سب سے زیادہ اعلان کتابوں ہی کے شایع ہوتے ہیں، اور اُنہی سے زیادہ اُجرت حاصل ہوتی ہے۔

ٹوکیو اور اوساکا کے دس اخباروں کی روزانہ مجموعی اشاعت ۵۰ لاکھ ہے۔ ان میں سب سے بڑے اخبار دو ہیں: "اوساکا مانیچی" اور "ٹوکیو نیچی نیچی" دونوں "اوساکا مانیچی" کمپنی کی ملکیت ہیں۔ اول الذکر کی روزانہ اشاعت ۱۳ لاکھ ہے اور آخر الذکر کی ۸ لاکھ۔ انکے بعد "اوساکا اساہی" کمپنی کے دو اخبار ہیں: "اوساکا اساہی" اور "ٹوکیو اساہی" دونوں کی مجموعی اشاعت ۲۰ لاکھ ہے۔ میرے خیال میں دُنیا بھر میں کوئی اخبار بھی "اوساکا مانیچی" کے برابر اشاعت نہیں رکھتا۔ ہاں صرف لنڈن کا ڈیلی میل، اور پیرس کے "جرنل" اور "پتی پاریزان" اس سے مستثنیٰ ہیں۔ ان چار اخباروں کے علاوہ ۱۶ اور اخبار ایسے ہیں جن کی روزانہ اشاعت ۵ لاکھ سے ۱۰ لاکھ تک ہے!

جاپان میں کئی انگریزی اخبار بھی نکلتے ہیں۔ ان میں سب سے بڑا اخبار "اوساکا مانیچی" کمپنی کی ملکیت ہے، اور ۸ بڑے صفحوں میں نکلتا ہے۔

جاپان کی صحافتی ترقی کے سلسلہ میں سب سے زیادہ دلچسپ بات یہ ہے کہ اخباروں میں باہم سخت رقابت ہے۔ بلکہ کہنا چاہیے ایک پُرامن جنگ جاری ہے۔ اس رقابت سے باشندوں کو بہت نفع حاصل ہوتا ہے۔ ذیل میں چند واقعات ملاحظہ ہوں:

سنہ ۱۹۲۴ میں اخبار "مانیچی" نے اپنا بحری طیارہ جزائر جاپان کے گرد دَورہ لگانے کے لئے روانہ کیا۔ اس کا جواب اخبار "اوساکا اساہی" نے یہ دیا کہ فوراً ایک دوسرا طیارہ خرید کر ٹوکیو سے پیرس تک کے سفر پر روانہ کر دیا!

اس کے بعد اول الذکر اخبار نے یہ جدت کی کہ ۵ ہوائی جہاز اس غرض سے خریدے کہ اپنے ٹوکیو اور اوساکا کے مرکزی دفتروں کے مابین اتصال پیدا کرے، اور جلد سے جلد کتابیں، اخبارات، نقشے، تصویریں، ایک دفتر سے دوسرے دفتر میں پہنچ جائیں۔ اسپر اخبار اوساکا اساہی نے بھی فوراً کئی جہاز خرید لئے اور اوساکا ٹوکیو اور سنڈائی ٹوکیو کے مابین حکومت کے لئے مفت ہوائی ڈاک کا سلسلہ جاری کر دیا!

اس رقابت نے اب یہ صورت اختیار کر لی ہے کہ تمام بڑے بڑے اخبار ہر روز کئی کئی ضمیمے شایع کرتے رہتے ہیں اور اپنے خریداروں میں مفت تقسیم کرتے ہیں۔ مثلاً اخبار "مانیچی" روزانہ ۱۳ ضمیمے شایع کرتا ہے۔ یہ ضمیمے عموماً قصبوں اور دیہاتوں میں تقسیم ہوتے ہیں۔ مگر اہتمام کیا جاتا ہے کہ ہر علاقے کے ضمیمے میں وہی خبریں ہوں، جو وہاں کے باشندوں کے لئے ضروری ہیں۔

اس رقابت کا لازمی نتیجہ یہ بھی ہے کہ اخبار، خبریں جمع کرنے میں زیادہ سے زیادہ روپیہ خرچ کرنے پر مجبور ہیں۔ چنانچہ "اوساکا مانیچی" کمپنی نے سنہ ۱۹۲۳ کے جاپانی زلزلے کی خبریں حاصل کرنے پر ۴۴ ہزار پونڈ خرچ کئے تھے۔ اسی طرح سنہ ۱۹۲۶ میں جب مشہور ہوا کہ شہنشاہ جاپان، حالت نزع میں ہے، تو اخباروں کی رقابت آخری حد تک پہنچ گئی۔ دونوں اخباری کمپنیوں نے شاہی محل کے قریب ہی دو مکان کرایہ پر لے لئے، اور اپنے اپنے دفتر کھول دئے۔ ان دونوں میں ہر وقت خبریں لانے والوں اور کام کرنے والوں کا اتنا ہجوم رہتا تھا کہ دو فوجی بارکیں معلوم ہوتی تھیں۔ ہر کمپنی کی کوشش تھی کہ شہنشاہ کے متعلق سب سے پہلے وہی خبریں معلوم کر کے شایع کرے!

جاپان کے اخباروں کا ایک امتیاز یہ بھی ہے کہ وہ خبریں جمع کرنے میں صرف، ریل، تار، اور ہوائی جہازوں ہی پر بھروسہ نہیں کرتے کیونکہ ان میں سے ہر چیز ٹوٹ سکتی ہے، بلکہ قدیم طریق خبر رسانی، یعنی پیغامبر کبوتروں کی ڈاک کا بھی انتظام کر رکھا ہے۔ بڑے بڑے نامہ نگاروں کے ساتھ ہمیشہ کبوتر جاتے ہیں، تاکہ اگر کبھی ریل، یا تار، یا ہوائی جہاز بے کار ہو جائے، تو ان کبوتروں کے ذریعہ خبریں وقت پر پہنچا دی جائیں۔

ہنسی

ایک علمی اور نفسیاتی بحث

تازہ ڈاک کے ایک علمی رسالہ میں ہنسی کی حقیقت پر دلچسپ بحث کی ہے:

"ہنسی کیا ہے؟

موجودہ علم کی روشنی میں ہنسی، ایک عصبی تشنجی حالت ہے جو انسان کے مختلف اعضاء پر طاری ہوتی ہے۔ یہ حالت اس طرح شروع ہوتی ہے کہ پہلے آنکھیں کسی قدر بند ہوتی ہیں، پھر منہ کے بعض عضلات اوپر چڑھ جاتے ہیں، اور بعض نیچے لٹک جاتے ہیں۔ پھر وہ کھل جاتے ہیں، یہاں تک کہ دانت ظاہر ہو جاتے ہیں۔ پھر نبض اور تنفس پر اثر پڑتا ہے۔ اُن میں بھاری پن پیدا ہو جاتا ہے۔ ساتھ ہی آواز بھی پیدا ہوتی ہے، اور یہی آواز اپنے آخری درجہ میں قہقہہ کہلاتی ہے۔ پھر تشنجی حالت، جسم کے دوسرے اعضاء تک پہنچتی ہے۔ انسان بے خود ہو کر ہاتھ پاؤں ہلانے لگتا ہے، یا اپنے زانوؤں پر ہاتھ مارتا ہے۔ کبھی آدمی تالیاں بھی بجانے لگتا ہے۔ مگر یہ تمام حرکات، ہنسی کے اصلی اجزا نہیں ہیں۔ اگرچہ اکثر حالتوں میں طاری ہوتے ہیں۔

پس ہنسی جسم انسانی کا ایک اندرونی عمل ہے، لیکن اگر انسان اپنی قوت ارادہ مضبوط کر لے، اور ہنسی روکنا چاہے، تو بڑی حد تک روک بھی سکتا ہے۔

ہنسی، عموماً مسرت انگیز موثرات کا نتیجہ ہوتی ہے۔ ٹھیک گریہ کی طرح جو رنج والم سے پیدا ہوتا ہے۔ یا چہرہ اور جسم کی بعض عضلی حرکات کی طرح جو غصہ یا خوف سے واقع ہوتی ہیں۔

کبھی ہنسی، اندرونی عوامل کا نتیجہ نہیں ہوتی بلکہ صناعی طور پر پیدا کر دی جاتی ہے۔ مثلاً ہم گدگدا کر آدمی کو ہنسا دیتے ہیں۔ جسم میں گدگدی کا اثر اس امر کی علامت ہے کہ جسم، زندہ اور حساس ہے۔ لیکن کبھی جسم پر ایسے عوارض بھی طاری ہو جاتے ہیں کہ گدگدی کا اثر ظاہر نہیں ہوتا۔

غیر حقیقی ہنسی کی ایک قسم وہ بھی ہے جو محض محاکات سے ظاہر ہوتی ہے۔ ہم لوگوں کو ہنستے دیکھتے ہیں، اور خود بھی ہنسنے لگتے ہیں، حالانکہ ہمیں اُن کی ہنسی کا سبب بھی معلوم نہیں ہوتا۔ یہ محاکاتی ہنسی انسان کی اجتماعی طبیعت کی ایک علامت ہے۔ اس میں وراثت کو بھی دخل ہے۔ علمی تحقیقات سے ثابت ہوا ہے کہ ہنسی صرف انسان ہی کا خاصہ نہیں ہے، جیسا کہ قدماء خیال کرتے تھے، بلکہ بہت سے حیوان بھی اس میں شریک ہیں۔ اپنی ابتدائی حیوانی حالت میں بھی انسان ہنسا کرتا تھا۔ اُسوقت اس میں کلام کی قوت نہ تھی، اس لئے ہنسکر اپنی خوشی ظاہر کرتا تھا۔ ہنسی، درحقیقت چہرہ، آنکھوں، اور کانوں کی طرف سے احساس مسرت میں شرکت کی ایک دعوت ہے!

ٹھیک انسان کی طرح بہت سے بندر بھی ہنستے یا مسکراتے ہیں۔ وہ خاص حالتوں میں اپنا منہ اور دانت کھول دیتے ہیں، اور ایسی آوازیں نکالتے ہیں، جو بالکل انسان کی ہنسی سے مشابہ ہوتی ہیں۔

پروفیسر جارج بولانگیر موجودہ زمانہ کا ماہر علم الحیوانات ہے۔ اُسکا بیان ہے کہ لنڈن کے زندہ عجائب خانے میں اُسنے متعدد شمپانزی بندروں کو ہنستے ہوئے دیکھا ہے۔ یہ ہنسی بالکل آدمی کی ہنسی کی طرح ہوتی ہے۔ بندر پروفیسر موصوف سے جان پہچان رکھتے تھے۔ وہ لوگوں کے ہجوم میں بھی اُسے دیکھ کر ہنسنے یا مسکرانے لگتے تھے۔ اسی قدر نہیں بلکہ پروفیسر مذکور کا بیان ہے کہ اُسنے بہت سے بندروں کو بغل میں اُسی طرح گدگدایا، جس طرح آدمی آدمی کو گدگداتا ہے۔ اس کا وہی اثر ہوا، جو آدمی پر ہوتا ہے۔ یعنے وہ ہنسنے لگے اور بعض تو ہنستے ہنستے لوٹ گئے!

بعض علماء کا خیال ہے کہ کُتے بھی ہنستے ہیں۔ لیکن کُتوں کی ہنسی میں آواز نہیں ہوتی۔ صرف منہ کھلتا ہے اور دانت نکل آتے ہیں۔"

مدبرین انگلستان کے بعض اقوال

ہندوستان کی نسبت

اس کے بغیر چارہ نہیں کہ اسلام کو مغلوب کر دیا جائے۔

(لارڈ ڈلہوزی سنہ ۱۸۴۳ء)

"لڑاؤ اور حکومت کرو"، قدیم رومن مقولہ ہے اور یہی ہندوستان میں ہمارا بھی اصول ہونا چاہیے ... مجھے یقین ہے کہ ہماری ہندوستانی سلطنت بالکل محفوظ ہو جائے گی اگر ہم اسی اصول پر ایک ہندوستانی فوج مرتب رکھیں۔ اسی مقصد کے لئے میں مختلف فرقوں اور زبانوں کی پھوٹ سے فائدہ اُٹھاؤں گا۔ ممکن ہے میں اس باب میں اپنا یقین پوری قوت سے بیان نہ کرتا اگر مجھے معلوم نہ ہوتا کہ ڈیوک آف ولنگٹن اس خیال میں مجھ سے بالکل متفق ہیں۔

(لارڈ الفنسٹن گورنر بمبئی سنہ ۱۸۵۸ء)

ہماری بہترین حکمت عملی یہ ہوگی کہ ایک قوم کو دوسری قوم سے اور ایک فرقہ کو دوسرے فرقہ سے ہمیشہ دست بگریباں رکھیں!

(ویسٹ منسٹر ریویو سنہ ۱۸۵۸ء)

ہماری کوشش یہ ہونی چاہیے کہ ہندوستان کے مذہبی اور فرقہ وارانہ اختلاف پوری قوت سے برقرار رکھیں اور کبھی باہم اتحاد قائم نہ ہونے دیں۔ "لڑاؤ اور حکومت کرو"، ہماری حکومت کا حکومت کا اصل الاصول ہونا چاہیے۔ (کرنل جان کوک سنہ ۱۸۵۹ء)

ہندوستانی مسلمانوں کا مفاد، ہندو جذبات پر قربان کر دیا گیا۔

(ہنٹر سنہ ۱۸۶۸ء)

دہلی کے نامی اور نامور مشہور و معتبر مقبول خاص و عام اسم بامسمیٰ

ہمدرد دواخانہ یونانی دہلی کا

عدیم المثال نادر الوجود سرمائی تحفہ

تار کا کافی پتہ "ہمدرد، دہلی"

ماء اللحم دو آتشہ

بہ نسخہ خاص

تندرستی جیسی عزیز اور پیاری چیز ہو وہ ظاہر ہو۔ لیکن تندرستی بھی ایک ایسی نعمت ہو کہ بغیر اس کے زندگی بے لطف بلکہ بیکار ہو۔ تندرستی ہزار نعمت ہو۔ تندرستی ہو تو سب کچھ ہو۔ اگر آپ کو تندرستی کی قدر ہو اور تندرست رہنا پسند کرتے ہیں تو ہمارا تیار کشید کیا ہوا ماء اللحم استعمال کیجئے اور پیری میں شباب کا لطف اٹھائیے یہ امر تو مسلم ہو کہ ماء اللحم مقوی ارواح ہی، بدن میں چستی اور توانائی پیدا کرنا۔ رنگ کا نکھارنا۔ روح کو تازگی اور تقویت دینا۔ گئی ہوئی طاقت میں از سر نو جان کا ڈالنا اس کی خاصیت ہو۔ مگر ہمارا ماء اللحم خصوصیت کے ساتھ پیر دل کو جوان اور جوانوں کو نوجوان بناتا ہو اس لئے کہ نادر اور بیش قیمت اور مقوی اور فرحت بخش اجزاء سے بطرز خاص تیار کیا گیا ہو۔ نسخہ بھی اس کا معمولی اور کتابی نہیں ہو بلکہ عالیجناب شفاء الملک بہادر عفران مآب مسیح اعظم دہلی کا خاص خاندانی نسخہ ہو جو جناب ممدوح نے بغرض رفاہ عام "ہمدرد دواخانہ" کو مرحمت فرمایا ہو۔ ایک مرتبہ ماء اللحم کا استعمال فرما کر خدا کی قدرت کا تماشا دیکھئے۔ فائدہ تو تین دن کے بعد ہی معلوم ہوتا ہو مگر معتدبہ اور پورا فائدہ ایک چلہ میں ہوتا ہو۔ پبلک کو صرف اپنی لفاظی اور خوش بیانی سے خوش کر دینا ہمارا شیوہ نہیں ہو۔ گو بعض امور میں ہم کو اپنی سچی ہمدردی کے اظہار کا کوئی موقع نہیں ملتا ہو تو مجبور ہو کر اشتہار دینا پڑتا ہو۔

ماء اللحم کے استعمال کا یہی موسم ہو اور یہی زمانہ ہو منگائیے! اور آزمائیے!! تجربہ بتا دے گا کہ ہمدرد کہاں تک اپنے دعویٰ میں سچا ہو۔ مشک آنست کہ خود ببوید۔ قیمت بھی بہ نظر ہمدردی پانچ روپیہ فی بوتل مقرر کی گئی ہو علاوہ اسکے چند قسم کے حلوے مقوی اور خوش ذائقہ نہایت نفیس تیار ہیں جن کے پورے افعال و خواص آپ فہرست میں ملاحظہ فرما سکتے ہیں۔ نیز ہر قسم کی مفرد و مرکب دوائیں اس دواخانہ سے مناسب قیمت پر ملتی ہیں۔ فہرست ۱۹۲۷ء مع جنتری تیار ہو۔ مفت طلب فرمائیے۔ خط و کتابت کے لئے کافی پتہ "منیجر ہمدرد دواخانہ یونانی دہلی"

منیجر ہمدرد دواخانہ یونانی دہلی

دو روپے تولہ سونا

رنگ دیکھ لو — گھسکر آزما لو

جرمنی کی حیرت انگیز ایجاد

اس سونے کی نہایت خوبصورت نازک منقش چوڑیاں جرمنی سے بنکر آئی ہیں۔ چونکہ انہیں ایک تول کی صورت میں بنایا گیا ہو۔ انکے اندر نگیں چوڑیاں آجاتی ہیں۔ اور یہ معلوم ہوتا ہو کہ بہترین زبرجد اور یاقوت کے نگینے جڑ دیے گئے ہیں۔ برسوں استعمال کیجئے لیکن رنگ در دنق میں فرق نہیں آتا اور نہ سیاہی آتی ہو۔ صنف نازک کے لئے بہترین تحفہ ہو۔ ڈھائی روپیہ میں پانچسو روپے کا کام نکالا جا سکتا ہو۔ ہر سائز کی موجود ہیں۔ سیکڑوں کی تعداد میں فروخت ہوتی ہیں۔ جلد منگوائیے تا کہ اسٹاک ختم نہ ہو جائے۔ ہر چوڑیوں کی قیمت ڈھائی روپیہ جن کا وزن تقریباً ڈیڑھ تولہ ہوگا۔ جوڑ ۳۴ چوڑیاں کے تمام مبلغ سات روپے (صہ)

منیجر گولڈن اسٹور۔ پوسٹ بکس ۱۳۴ لاہور

برص سفید داغ ایک یوم میں جڑ سے غائب

ورنہ پوری قیمت واپس۔ اقرار نامہ لکھا لیں اکسیر خوراک معجون مسیحا اور ایک شیشی روغن مسیحا جو پورے ۱۱ روز کافی ہوگی قیمت مع خرچ ڈاک ... ہیرتز

دفتر معالج برص نمبر ۵۱ دربھنگہ (بہار)

پروانہ

اپنی نوعیت کا پہلا رسالہ ملک اور قوم و ملت کا سچا پروانہ دلچسپ اور اچھوتے مضامین نظم و نثر سے لبریز نومبر ۱۹۲۷ء دربھنگہ سے نہایت پابندی کے ساتھ شایع ہوگا لکھائی چھپائی اور کاغذ بہت نفیس چندہ سالانہ تین روپیہ (عہ) طلبہ سے دو روپیہ (عہ) ممالک غیر سے پانچ روپیہ (صہ)

منیجر رسالہ پروانہ دربھنگہ (بہار)

افیم چھڑانے کی بے نظیر گولیاں

جن کے استعمال سے صدہا علی آسانی سے افیم چھوڑ چکے ہیں اگر دو روپیہ ماہوار کی افیم کی جگہ کی گولیاں کافی ہو سکتی ہیں۔ ملنے کا پتہ۔ حکیم محمد عمر اینڈ سنز موگا ضلع فیروزپور پنجاب

اشتہار
کے لئے

ان تمام اصحاب کے لئے

جو

قیمتی تمدن و صنعت کی قیمتی آثار کا شوق رکھتے ہیں

دنیا میں عظیم الشان مقام

I. SHENKER,

118, BROMPTON ROAD, KENSINGTON, LONDON, S. W. 3.

ہے

مغرب و مشرق کے قدیم آثار، پرانی قلمی اور مطبوعہ کتابیں، پرانی تصویریں، پرانے سکے، اور نقوش، پرانے زیور، آرایش و تزئین کا ہر قسم کا سامان، اور ہر طرح کے پرانے صنعتی، عجائب و نوادر، اگر آپ کو مطلوب ہیں، تو ہم سے خط و کتابت کیجئے۔ کم از کم ہماری نمائش گاہوں اور ذخائر کی فہرستیں ہی منگوا لیجئے۔ اہل علم اور اہل دولت، دونوں کے لئے ہمارا ذخیرہ قیمتی ہے۔

نوادر عالم کا یہ ذخیرہ

دنیا کے تمام حصوں سے غیر معمولی مصارف و مساعی کے بعد حاصل کیا گیا ہے دنیا کے تمام قدیم تمدنی مرکزوں مثلاً مصر، شام، فلسطین، ہندوستان، ایران، ترکستان، چین، وغیرہ ممالک میں ہمارے ایجنٹ ہمیشہ گردش کرتے رہتے ہیں

با ایں ہمہ

قیمتیں تعجب انگیز حد تک ارزاں ہیں!

بر اعظم یورپ، امریکہ

اور

مشرق

کے تمام بڑے بڑے محل، کتب خانے، اور عجائب خانے، ہم سے نوادر حاصل کرتے رہتے ہیں۔ قاہرہ کے نئے ایوان شاہی کے نوادر ابھی حال میں ہم ہی نے فراہم کئے ہیں

اگر آپ کے پاس نوادر موجود ہوں

تو

آپ فروخت کرنے کے لئے بھی پہلے ہم سے ہی خط و کتابت کیجئے۔ بہت ممکن ہو کہ ہمارا سفری یا مقامی ایجنٹ آپ سے مل سکے

اگر آپ

علم و کتب کی وسعت اور دستِ طلب کی کوتاہی سی گھبرا گئے ہیں تو کیوں کسی ایسے مقام کی جستجو.
نہیں کرتے جہاں دُنیا کی تمام بہترین اور منتخب کتابیں جمع کر لی گئی ہوں؟

ایسا مقام موجود ہی!

J. & E. Bumpus Limited,
350, Oxford Street,
LONDON, W. 1.

جو

دُنیا میں کتب فروشی کا عظیم مرکز ہی

اور جسے **ملک معظم** برطانیہ اور انکے کتبخانہ قصر کے لئے کتابیں بہم پہونچانے کا شرف حاصل ہی!

انگریزی کا تمام ذخیرہ جو برطانیہ اور برطانی نو آبادیوں اور ملحقہ ممالک میں

شایع ہوتا ہی

یورپ کی تمام زبانوں کا ذخیرہ

مشرقی علوم و ادبیات پر انگریزی اور یورپین زبانوں کی تمام کتابیں

نئی اور پرانی دونوں طرح کی کتابیں

تمام دُنیا کے ہر قسم اور ہر درجہ کے نقشے

ہر قسم کی تعلیمی کتابوں کے مسلسل سلسلے

بچّوں کے لئے ہر قسم اور درجہ کا ذخیرہ

قیمتی سے قیمتی اور سستے سے سستے ایڈیشن

آپ ہمارے عظیم ذخیرہ سے حاصل کر سکتے ہیں

ہمارے یہاں سے ہر چھ ماہ

کے بعد نئے ذخیرہ کی مفصّل فہرست شایع ہوا کرتی ہے

نصف قیمت

صرف ایکدن کیلئے رعایتی اعلان

یہ رعایت صرف ایکدن کیلئے ہی ۲۹ - نومبر ۱۹۲۷ء کو دیکھیں اور نیز یہ درخواست ڈاکخانہ میں ضرور ڈال دیں ۲۹ نومبر ۱۹۲۷ء کے بعد کسی درخواست کنندہ کو رعایت نہ دیجائیگی عنہ روپے کے رعایتی خریدار کو محصولڈاک معاف ہوگا۔ ... روپے کے رعایتی قیمت اور ... روپے کے اصلی قیمت کے خریدار کو رسالہ انتخاب لاجواب جسکی قیمت سالانہ چھ روپے ہے مفت دیا جائیگا۔ عنا روپے کے رعایتی خریدار کو رسالہ انتخاب لاجواب چھ ماہ کیلئے مفت ... روپے کے رعایتی خریدار کو ایک روپیہ کی اصل قیمت کی کوئی کتاب جو وہ چاہیں مفت دیجائیگی۔ یا ایک چاقو جرمنی کا بنا ہوا دیا جائیگا۔ مینیجر

دنیا میں دولت کمانا اور دولت بنانیوالی کتابیں

سبیل دولت یہ کتاب ان تجارتی تجربوں کا نچوڑ ہے جو اس سالہا سال تک بڑی بڑی تجارتی کارخانوں دوکانوں اور دفتروں کا اصول ... ترجمہ۔ قیمت ۸/

طریق دولت ... میں ہر دوش کے دنیاوار کے لئے مفید مطلب مضمون ہے۔ دنیا میں عزت سے دولت کمانے کیلئے ہر ایک کو پڑھنے کی ضرورت ہے ... درج ہیں۔ قیمت صرف ۱۲/ مطالعہ ...

شاہراہ دولت امریکہ کے مشہور مسٹر ... کی کتاب ... کا ترجمہ ... کمانے کے عملی طریقے قلمبند کئے گئے ہیں ...

عمدہ حافظہ ... دنیا کا روشن ... آہنی ارادہ ... قوت المحافظہ ...

صنعت وحرفت کی نایاب کتابیں

ذخیرۂ صنعت وحرفت کا مکمل کورس آٹھ حصوں میں یہ نادر اور لاثانی کتاب جو آٹھ حصوں پر مشتمل ہے اس کے مطالعہ سے آپ بے انتہا فائدہ اٹھا سکتے ہیں ہمارا ہندوستان کے افلاس کا سب سے بڑا سبب ملکی صنعت وحرفت ہے۔ امریکہ، جاپان، جرمنی، آسٹریا، فرانس، سوئٹزرلینڈ وغیرہ تمام ترقی یافتہ ممالک کی صنعت وحرفت کا لب لباب ان آٹھ جلدوں میں جمع کر دیا گیا ہے۔ اردو زبان میں اس پایہ کی کتاب ملنی ناممکن ہے۔ اب تک کئی ایڈیشن ہاتھوں ہاتھ بک چکے ہیں۔ یہی اس کی پسندیدگی کا زندہ ثبوت ہے۔ کل حصوں کا حجم ... صفحہ۔ قیمت حصہ اول ... حصہ دوم ... حصہ سوم ... حصہ چہارم ... حصہ پنجم ... حصہ ششم ... حصہ ہفتم ... مکمل ...

مکمل مرغی خانہ (باتصویر) آج کل مرغیوں کی تجارت اور پرورش سے لاکھوں روپیہ کمایا جاتا ہے ... ہماری کتاب کا مطالعہ فرمائیں ... جانوروں کی پیدائش، پرورش، بیماریوں کا علاج وغیرہ مکمل درج ہے۔ قیمت ...

ہر قسم کے روغن وارنش ہر قسم کے روغن وارنش بنانے اور پکانے کے طریقے۔ قیمت ۸/

مصنوعی دوائیں اور ان کے بنانے کا طریقہ ...

آتشبازی انگریزی اور دیسی آتشبازی ...

کلید صنعت ...

(مختلف کتابیں:) ملمع سازی، جواہرات، بسکٹ کا کارخانہ، زنگ ریزی، گھر کا درزی، آلہ مقیاس، دنیا سلائی بنانا، رسالہ گلٹ سازی، دواخانہ، علاج الحیوانات، ملاکی جلد سازی، کارخانہ دیاسلائی، وارنش پالش بنانا، حالات تیزی، محب المواشی، علاج المواشی، معالجات ایکلیپ، مکمل دندان سازی، کاغذ سازی، خزانہ کی حقیقت، روشنائی بنانا، ہمیشی کے مصنوعات، عطر سازی، صابن سازی ...

باورچی خانہ کے متعلق بہترین کتابیں

ہدایت نامہ باورچیان ہر قسم کے انگریزی اور دیسی کھانے پکانے کے عملی طریقے۔ قیمت ...

مربے حلوے اچار چٹنیاں مزیدار اور لذیذ مربے، خوشنما اور خوشذائقہ اچار، خوشبودار حلوے اور چٹ پٹی چٹنیاں بنانے کے عجیب وغریب نسخے درج ہیں۔

خوان یغما مسلمانوں کے انواع واقسام کے لذیذ کھانے، پلاؤ، زردہ، قورمہ، گوشت، کوفتے وغیرہ بنانے کے دوران میں مصالحے ڈالنے اور پکانے کی پوری ترکیب اس میں درج ہیں۔

بھوجن پرکاش اس میں لذیذ اور پرمزہ نمکین اور شیریں کھانوں کے انواع واقسام کی مٹھائیوں، حلوے، پوریاں، کچوریاں وغیرہ درج ہیں۔

زراعت وباغبانی کے متعلق مفید کتابیں

کتاب الاثمار مصنفہ جناب شمس العلماء نواب ... میوہ جات کی یہ مشہور کتاب کئی ایڈیشنوں میں چھپکر فروخت ہو چکی ہے ... اس میں تمام میوہ جات کی کاشت اور ... کی ترکیبیں اور تدبیریں بیان کی گئی ہیں ... درختوں کو ... نقصان ہونے کا اندیشہ ہو تمام حالات مفصل درج ہیں۔ اردو زبان میں اس فن پر اس سے بہتر کتاب اور کوئی موجود نہیں ہے۔

میوہ جات اس کتاب میں تمام میوہ دار درختوں کے حالات ...

پھلواڑی یہ تیسری کتاب پھولوں کے بیان میں ہے ...

زراعت کی پہلی کتاب باتصویر

سبزی ترکاریاں باتصویر

کیمیائے زراعت ... کاشت آلو ...

۲۹ نومبر ۱۹۲۷ء کو دریافت کرنا نہ بھولیں ایسا نہ ہو کہ آپ رعایت سے محروم رہ جائیں یہ رعایت صرف ایکدن ہی کیلئے ہے

اسلامی کتابیں

مذاہب اسلام، شرح عقائد نسفی، آئینہ اسلام، دلیل الحیران، فیض الرحمٰن فی ...، تسہیل القرآن، علم الکلام امام غزالی، پنج بنائے اسلام، شریعت اسلامیہ، حفظان صحت، روایات اسلام، مسلمانوں کے بیٹے، حکمت کے سبق، نصائح ...، تجارت الوصول ...، دیوان ...، اسلام کی پہلی کتاب، دوسری، تیسری، چوتھی، فلسفہ عبادات، ...میراث، ہدایت الحجاج، ...

حفظ صحت وعلم طب کی کتابیں

مجربات حفظ صحت انتالیس ہزاروں قیمتی اور مجرب نسخے درج ہیں ... کی کوشش سے جمع ہو سکے ہیں ... ایک آدمی ان کے مطالعہ سے مکمل حکیم بن سکتا ہے۔ قیمت ...

رہنمائے فن عطاری، ذخیرۃ الاطباء، قوت سماعت اور کان، نگدر موگریاں، فاد زہر، تکنت اور اسکا علاج، جڑی بوٹی، کشتہ جات، ...، قلب اور اس کا فعل، ...، تشخیص، ...

حسن وصحت بڑھانے کے نسخے، رسالہ تندرستی، نادر ... ، دوران کی تعلیم، صحت الابدان، خوبصورتی تندرستی، درازی عمر کے اسرار، طب ...، طبقات الطب، طاعون اور اس کا علاج، بازاری ادویات

سوانح عمریاں

سوانح علامہ الحکیم ...، حیات النعیم ...، ذکر نبی کریم، پیغمبر اسلام، الفاروق شبلی، ابوبکر صدیق، علی ابن ابی طالب، خالد بن ولید، حالات سعدی، سلطان علاؤالدین خلجی، سلطان صلاح الدین، ابوریحان البیرونی، سلطان فاتح، سلطان الشہید ...، سلطان سلیمان ...

حیات زیب النساء، نپولین بوناپارٹ، جنرل گاریبالڈی، سٹرابنڈ ...، نواب وقار الملک

بول چال وغیرہ کی کتابیں

اردو بول چال، لغات الخواتین، عربی بول چال، انگریزی بول چال، فارسی بول چال، ترکی بول چال، قواعد ترکی، انگلش ٹیچر، مفتاح البلاغت، اردو زبان، ایشیا و یورپ کی ...، آئینہ ...، نجم الامثال، تضمین ... بر کلام حافظ

سفرنامے اور تاریخ

سفرنامہ بغداد، رہنمائے کشمیر، تاریخ انگورہ، ہندوستان ...

تاریخ مراکش، تاریخ سیالکوٹ، قوانین عثمانی، تاریخ جنگ ...، اقوام ترکی، حالات ایران ...، کارنامہ راجپوتان، نادر خسروان، ...، معتقدان اسلام، تاریخ دربار امرتسر

متفرق کتابیں

محبوب الاخلاق، تحفہ بے نظیر، جگت ...، دنیا کی ...، جادو کی ...، نوشتۂ تقدیر، خط تقدیر، رہنمائے پولیس، آئینہ ...، علم ...، زنانہ نظمیں، مرتبہ نسوان، علم ...

ناول ڈرامے اور افسانے

لطائف وظرائف آٹھ حصے ہر ایک حصہ میں ... ، چمنستان ...، قعر دریا، تماشا گاہ عالم، حق بحق دار، داستان ...، داربرمن نامہ، سرگذشت ...، ناول ...، فلسفہ محبت، قدیم لندن کے اسرار مکمل دو حصوں میں، عیاروں ...، محبوبہ فرنگ، دو حریف، بدانجام، فریبی عورت، سندھ ...، اکبر وزہرہ، امریکہ کی نازنین، قدرتی سیر بین، چلتا پرزہ، زن مرید

پرستان بغداد، تخم بدی، چار چمن، بوتیوں کا جزیرہ، شمع شبستان، آلات کیمیا کام، نیلگون کمرہ، واللفگار، اسرار اکلینڈ، سیر قلعہ ...، مطلوب حسیناں، سلسلہ مقبول، یا فیلسوف، دس پونڈ کا نوٹ، نقلی نواب، منزل مقصود، انقلاب یورپ

ناول مصنفہ عبدالحلیم شرر

درگیش نندنی، فردوس بریں، حسن بن صباح، فلورا فلورنڈا، ملک العزیز ورجنا، حسن انجلینا، شہید وفا، منصور موہنا، ...، آئینہ ...

متفرق دلچسپ ناول

معشوقہ فرانس، مشیر الشباب، خضر شباب، خوبصورت ناگن، فیروز محمودہ، برق غضب، عصمت کا انجام، ذبیح فاطمہ، قدسیہ یا پاکدامن، ظالم عشاق، سلیمان عذرا، ...، حمیدہ بانو، بوالہوس نواب، معشوقہ غدر، چھلاوہ، پیرس کا گنبد، ...، ولایتی بھوت، شہید حسرت، نقاب پوش ڈاکو، بلوری آنکھیں، دلیر عاشق، ...

ملنے کا پتہ: مینیجر انتخاب لاجواب لاہور

مطبوعات الہلال بک ایجنسی

معارف ابن تیمیہ و ابن قیم

دینی علوم کے بیش بہا جواہر ریزے

اس سلسلہ میں ہم نے اماموں کی ان نادر و اعلیٰ درجہ کی بلند پایہ عربی تصانیف کے اردو تراجم کا سلسلہ شروع کیا ہے، جنکا مطالعہ اصلاح عقائد اسلام اور اشاعت و معارف کتاب و سنت کے لیے نہایت ضروری و ناگزیر ہے - امید کہ یہ "سلسلۂ تراجم" بد نصیب ہندوستان کی دماغی اصلاح کا کام دے :

اُسوہ حسنہ — امام ابن قیم کی فن سیرت میں شہرہ آفاق کتاب "زاد المعاد" کے خلاصہ کا اردو ترجمہ - بلا جلد ۲ روپے مجلد اڑھائی روپیہ -

کتاب الوسیلہ — لفظ "وسیلہ" کی بحث کے علاوہ امام ابن تیمیہ نے اسلام کے اصل الاصول "توحید" کی مبسوط بحث کی ہے - بلا جلد اڑھائی روپیہ، مجلد سوا تین روپیہ -

اصحاب صفہ — انکی تعداد، ذریعہ معاش، طریق عبادت اور انکے مفصل حالات بیان کیے ہیں دس آنے -

تفسیر سورۃ الکوثر — امام ابن تیمیہ کے مخصوص انداز تفسیر کا اردو ترجمہ - چار آنے -

العروۃ الوثقیٰ — خالق و مخلوق کے درمیان واسطہ کا فرق بدلائل بیان کیا ہے - چھ آنے -

سیرت امام ابن تیمیہ — حضرت امام کے ضروری حالات زندگی نہایت خوش اسلوبی سے بیان کیے ہیں - نو آنے

نجد و حجاز — علامہ سید محمد رشید رضا مصری کی تازہ کتاب کا اردو ترجمہ - سوا روپیہ -

آئمہ اسلام — ترجمہ رفع الملام عن ائمۃ الاعلام - بارہ آنے

خلاف الامہ — فی العبادات - پانچ آنے

صبح سعادت — یہ ایک علمی، اسلامی، سہ ماہی رسالہ ہے جس کے خریدار کو ہم نے کمال کوشش و کاوش سے اردو، عربی، فارسی، انگریزی اور دوسری زبانوں کی تمام اہم اور اعلیٰ مطبوعات کے متعلق بہترین تازہ معلومات بہم پہنچانے کا اہتمام کیا ہے - اسکے علاوہ آئمہ و اسلام و بزرگان دین کے حالات، لطائف افسانہ، نظمیں اور ممالک اسلامیہ کے معتبر ذرائع سے حاصل کیے ہوئے حالات درج کیے جاتے ہیں - فی پرچہ ۸ آنہ سالانہ ۲ روپیہ پیشگی -

منیجر الہلال بک ایجنسی

(حلقہ نمبر ۲٤ شیرانوالہ دروازہ لاہور پنجاب)

"Al-Hilal Book Agency,"

24, LAHORE, PANJAB.

خط و کتابت کی وقت اپنا نام اور پتہ صاف لکھیں

اور نمبر خریداری ضرور تحریر فرمائیں

السحر الحلال فی مجلدات الہلال

گاہ گاہے باز خوان این دفتر پارینہ را

تازہ خواہی داشتن گر داغہائے سینہ را

اردو صحافت کی تاریخ میں الہلال ہی وہ رسالہ ہے جو اپنی تمام ظاہری اور باطنی خصوصیات میں ایک انقلاب آفریں دعوت تھی -

الہلال اگرچہ ایک ہفتہ وار مصور رسالہ تھا، لیکن چونکہ وہ اردو صحافت کی مختلف شاخوں میں اجتہاد نظر و فکر کی نئی روح پیدا کرنی چاہتا تھا، اس لئے اس کا ہر نمبر مختلف اقسام اور مختلف ادراک کا مجموعہ تھا - اس کے ہر نمبر میں مختلف ابواب، مذہب، سیاست، ادبیات، علوم و فنون، اور معلومات عامہ کے ہوتے تھے - اور اسکا ہر باب اپنی مجتہدانہ خصوصیات کے لحاظ سے اپنی نظیر آپ ہوتا تھا - پھر اس کی ظاہری خوبیاں اردو صحافت میں اعلیٰ طباعت و ترتیب کا پہلا نمونہ تھیں - اردو کا وہ پہلا ہفتہ وار رسالہ تھا، جس میں ہاف ٹون تصاویر کے اندراج کا انتظام کیا گیا، اور ٹائپ میں چھپنے کی وجہ سے بہت سی ایسی خوبیاں پیدا ہوئیں جو پتھر کی چھپائی میں ممکن نہیں - اس کی جلدیں جدید اردو علم ادب کے علمی، مذہبی، سیاسی، اور اجتماعی مواد و مباحث کا بہترین مجموعہ ہیں - ان کی مقبولیت و قدر کا اندازہ اس سے ہوسکتا ہے کہ سنہ ۱۹۱۸ میں بعض شایقین علم و ادب نے اس کی تمام جلدوں کا مکمل ست سات سو روپیہ میں خرید کیا - اور حال میں ایک صاحب نے اس کی پہلی جلد مکمل (جو دفتر میں بھی موجود نہیں) ساڑھے چارسو روپیہ میں حیدرآباد سے خریدی ہے - جن لوگوں نے اس کے پرچے بحفاظت جمع کئے ہیں وہ بڑی سے بڑی قیمت پر بھی علحدہ کرنے کیلیے تیار نہیں - پچھلے دنوں "البلاغ پریس" کا جب تمام اسٹاک نئے مکان میں منتقل کیا گیا تو ایک ذخیرہ الہلال کے پرچوں کا بھی محفوظ ملا، ہم نے کوشش کی کہ شایقین علم و ادب کے لئے جس قدر مکمل جلدیں مرتب کی جا سکتی ہیں مرتب کرلی جائیں اور جن جلدوں کی تکمیل میں ایک دو پرچوں کی کمی ہو انہیں دوبارہ چھپوا لیا جائے -

چنانچہ الحمدللہ یہ کوشش ایک حد تک مشکور ہوئی اور اب علاوہ متفرق پرچوں کے چند سالوں کی جلدیں پوری مکمل ہوگئی ہیں - ہم اس اعلان کے ذریعہ شایقین علم و ادب کو آخری موقعہ دیتے ہیں کہ اس قیمتی ذخیرہ کے حاصل کرنے میں جلدی کریں، چونکہ جلدوں کی ایک بہت ہی محدود تعداد مرتب ہوسکی ہے اس لئے صرف انہیں درخواستوں کی تعمیل ہوسکے گی جو سب سے پہلے پہنچیں گی - ہر جلد مجلد ہے اور ابتدا میں تمام مضامین کی انڈکس بہ ترتیب حروف تہجی لگادی گئی ہے -

الہلال مکمل جلد دوم ۱۰ روپیہ الہلال مکمل جلد سوم ۱۰ روپیہ

" " چہارم ۱۰ روپیہ " " " پنجم ۱۰ روپیہ

جلد "البلاغ" (جب دوسری مرتبہ الہلال اس نام سے شائع ہوا) قیمت ۸ روپیہ

علاوہ جلد اول کے ہر جلد کے متفرق پرچے بھی موجود ہیں جن میں سے ہر پرچہ اپنے مضامین کے لحاظ سے ایک مستقل مجموعہ علم و ادب ہے - قیمت فی پرچہ ۸ - آنہ - محصول ڈاک و پیکنگ اس کے علاوہ ہے -

منیجر "البلاغ پریس"

دنیا کي بہترین کتابوں کیلئے بہترین رهنما :

تائمز اف لندن کا ادبي ضمیمه

یه ضمیمه دنیا کي تمام کتابوں پر هفته وار دلچسپ اور وقیع تبصره کرتا هے -

اسکا معتدل نقد علمي حلقوں میں مسلم هے -

اس میں چند صفحات وقت کے جاري اور زیر بحث ادبي فوائد پر بھي هوتے هیں جنکي اهمیت کا عام طور پر اعتراف کیا گیا هے -

اپنے یہاں کے ایجنت سے تقاضه کیجئے که وه تائمز لندن کا هفته وار ادبي ضمیمه آپکے لئے مہیا کرے - لیکن اگر آپ چاهیں تو

The Publisher :

Printing House Square

London, E. C. 4.

سے براه راست طلب کر سکتے هیں

دنیا کے هر معلم اور ماهر فن تعلیم کیلئے

ضروري هے که

تائمز اف لندن کا تعلیمي ضمیمه مطالعه کرے

اگر آپ چاهتے هیں که فن تعلیم کے تمام نظري اور عملي تغیرات و ترقیات سے بے خبر نه رهیں ' تو آپکو یه ضمیمه بلا ناغه مطالعه میں رکھنا چاهیے -

یه هر هفته اس موضوع پر تمام اهم خبریں اور مباحث جمع کردیتا هے - ماهرین فن اور مشاهیر تعلیم کے قلم سے اسکے صفحات مرتب هوتے هیں -

اپنے یہاں کے ایجنت سے طلب کیجئے -

ورنه

The Publisher,

Printing House Square

London, E. C. 4.

سے طلب کرسکتے هیں -

کیا آپ تجارت کرني چاهتے هیں ؟

اگر آپ چاهتے هیں که یورپ اور امریکه کے تمام بڑے بڑے کارخانوں سے تجارتي تعلقات قائم کریں ' نفع بخش ایجنسیاں لیں ' هندوستان سے خام پیدا وار بھیجیں ' نئي نئي ایجادات سے اپنے ملک کو آشنا کریں ' تھوڑي سي محنت اور تھوڑا سا سرمایه لیکر ایک وقیع کار و بار شروع کردیں ' تو آپ کو ابتدا میں بہت سي باتیں معلوم کرني چاهئیں - اس طرح کي تجارت کے گر اور بھید سیکھنے چاهئیں - هندوستان کے تمام حلقوں اور یورپ و امریکه کے تمام کارخانوں اور کوٹھیوں کے حالات اور اصول معاملت معلوم کرنے چاهئیں - بغیر اس کے آپ کامیاب نہیں هوسکتے -

اگر آپ چاهتے هیں که بہت تھوڑا سا وقت خرچ کرکے یه ساري باتیں با قاعده علمي اصول پر معلوم کرلیں ' تو آپکو چاهیے که هم سے خط و کتابت کریں - هم یه کام به حیثیت ایک ماهر فن کے کر رهے هیں - خط و کتابت کے بعد هي آپکو معلوم هوجائیگا که آپکے مقصد کیلئے هم کس درجه مفید هیں ؟

همارے تعلقات دنیا کے تمام تجارتي حلقوں سے هیں -

M. R. MARSDEN & CO.

Post Box 708.

Clive Street, Calcutta.

برونو مولر اینڈ کو - برلن

پوست بکس نمبر ۲۴

BRUNO MULLER & CO. M. B. H.

Berlin-W 35.

Post No. 24.

هر طرح کي مشینیں جو گرم ملکوں کے میووں کو خشک کرنے اور پھلوں کو محفوظ رکھنے کیلئے ضروري هیں ' اس کارخانے میں طیار کي جاتي هیں - تمام دنیا میں اس قسم کي مشینوں کا یه بہترین کارخانه هے - مندرجۂ بالا پته سے خط و کتابت کیجیے -

یاد رکھیے

میووں ' ترکاریوں ' اور هر طرح کے زرعي مواد کو خشک کرنے کا بہترین طریقه وه هے جو " نئے سستم " کے نام سے متمدن ممالک میں مشہور هے - اس " نئے سستم " کے مطابق کام کرنے والي مشینیں صرف اسي کارخانه سے مل سکتي هیں -

Printed and Published by
MASUD HASAN ZUBERI AT THE AL-BALAGH PRESS, 11, BALLYGUNGE CIRCULAR ROAD, CALCUTTA
EDITOR : MAULANA ABU-AL-KALAM AZAD.